ماہنامہ جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

جلدنمبر27......شمارہ نمبر09 ...... ستمبر 2020

Monthly JEHD-E-HAQ - September 2020 - Registered No. CPL-13 (قیمت10روپے)

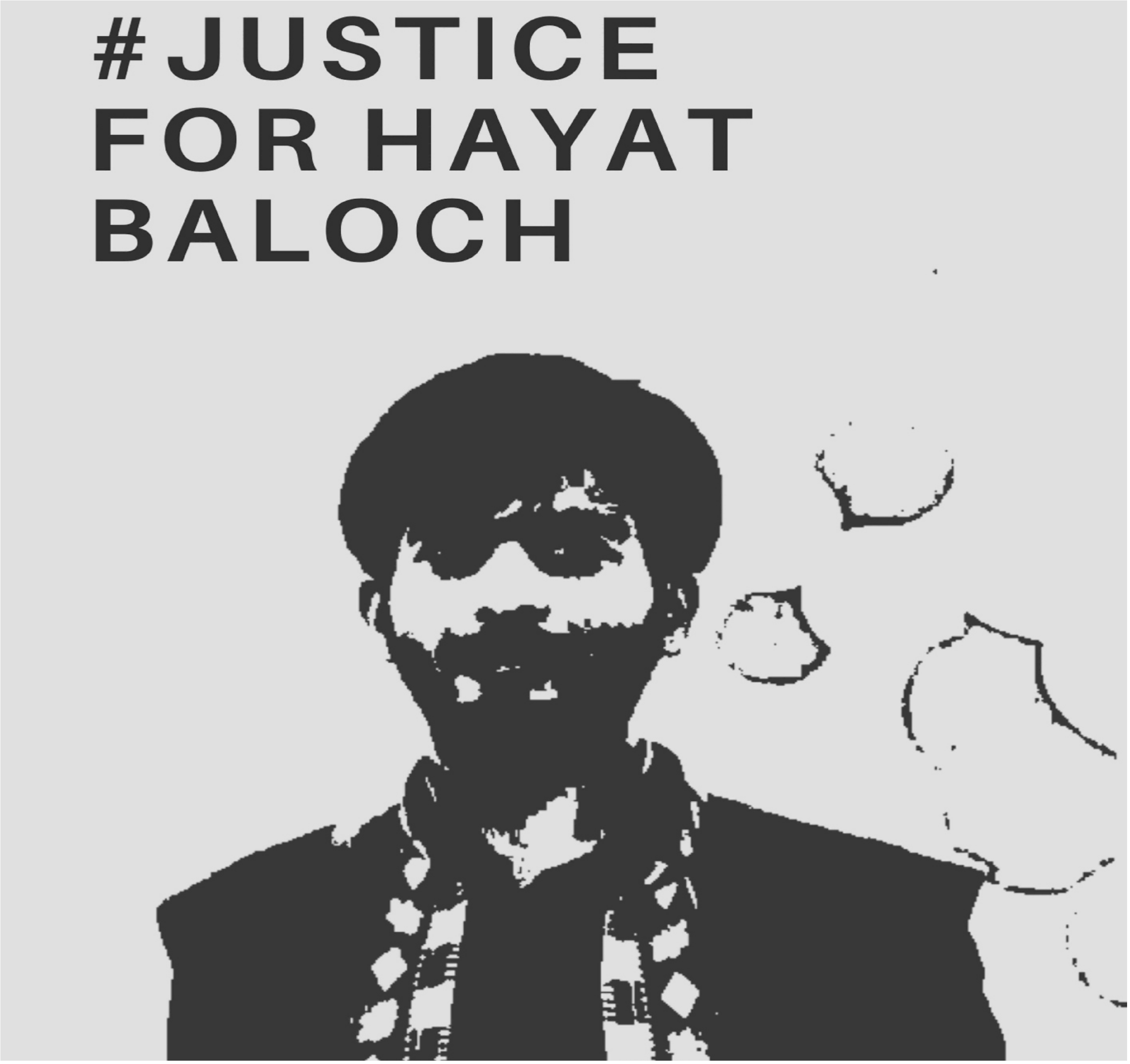

ماورائے عدالت قتل: آخر کب تک؟

☆انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات کی رپورٹ

1-وقوعہ کیا تھا:							
2-وقوعہ کب ہوا؟	سال			مہینہ		تاریخ	
3-وقوعہ کہاں ہوا؟	گاؤں			محلّہ			
	ڈاک خانہ			تحصیل وضلع			
4- کیا وقوعہ کا مقامی رسم ورواج سے تعلق ہے	ہاں			نہیں			
5-وقوعہ کیسے ہوا؟ (مختصر تفصیل)							
6-وقوعہ کا ماضی کے کسی دوسرے واقعہ سے تعلق اوراس کی مختصر تفصیل							
7-وقوعہ کا شکار ہونے والے کے کوائف	نام		ولد/زوجہ		پیشہ		

8-وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے معاشی/سماجی حیثیت	بچہ/بچی	عورت/مرد	غریب/ان پڑھ	بوڑھا/بوڑھی	بیمار	
	مخالف سیاسی کارکن	سماجی کارکن	اقلیتی فرقے کارکن	دیگر (تخصیص کریں)		

9-وقوعہ میں ملوث اشخاص کے کوائف:	نام	ولدیت/زوجیت	عہدہ	پیشہ
	1-			
	2-			
	3-			
10-وقوعہ کے ذمہ دار فرد/افراد کی معاشی/سماجی حیثیت	بڑا جاگیردار/زمیندار/بہت امیر آدمی	متوسط طبقے سے/غریب آدمی	بااثر صلاحیت/سیاسی اثرورسوخ	

11-وقوعہ کی پشت پناہی کرنے والے عناصر کے کوائف	نام اور ولدیت	عہدہ	پیشہ	پارٹی/ادارہ
	1-			
	2-			
	3-			

12-وقوعہ سے متعلقہ فریقین گواہان وغیر جانبدار افراد کے کوائف وموقف

وقوعہ سے تعلق	نام اور ولدیت	وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے ساتھ تعلق/رشتہ داری	عہدہ	موقف
واقعے سے متاثر				
واقعہ کا ذمہ دار				
چشم دید گواہ				
غیر جانبدار/پڑوسی				

13-اس قسم کے واقعات علاقہ میں کس قدر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں	بہت زیادہ	اکثر اوقات	کبھی کبھار	کبھی نہیں
14-اس قسم کے واقعات اندازاً کتنی تعداد میں ہوتے ہیں	روزانہ	ماہانہ	سالانہ	
15-وقوعہ کے بارے میں HRCP نامہ نگار/اس کے ساتھ چھان بین کرنے والے/والوں کی رائے				

رپورٹ بھیجنے والے کے کوائف:	نام	پتہ: گاؤں/محلّہ	شہر/ضلع

انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کس شق کی خلاف ورزی ہوئی؟

دستخط: ....

تاریخ: ....

فہرست

پریس ریلیزیں 03

سارنگ جویو: ’رہائی سے قبل سوچا آج گولی مارکر لاش پھینک دی جائے گی‘ 04

تمام افراد کو جبری گمشدگی سے تحفظ فراہم کرنے کا عالمی میثاق 05

افکار کا خزانہ 12

ہجرت کی تلخ داستان اور آئی اے رحمان 13

اقلیتوں کا طویل انتظار 15

بھائی کب تک وراثتی جائیداد سے بہنوں کا حصہ کھاتے رہیں گے؟ 16

جنرل ضیاء کی واپسی 17

پنجاب اسمبلی کا دستی بم 18

سینیٹ میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا بل پیش 21

اقلیتی خواتین کے ساتھ امتیازی برتاؤ 22

پاکستان کو جناح کی 11 اگست کی تقریر میں کیے گئے عہد کا احترام کرنا چاہیئے

اقلیتوں کے قومی دن کے موقع پر، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آرسی پی) کا کہنا ہے کہ ریاست اور معاشرے دونوں کو جناح کے اس نقطۂ نظر کے حوالے سے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے کہ مذہب یا عقیدہ ایک ذاتی معاملہ ہے اور اس بناء پر شہریوں کے درمیان کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جانا چاہیئے۔ اس تاریخی تقریر کے 73 سال بعد بھی پاکستان کی اقلیتیں دوسرے درجے کی شہری ہیں اور ان کے خلاف امتیازی اقدامات، جبری تبدیلی مذہب، اور عقیدے پر مبنی تشدد جاری ہے۔

اقلیتوں کے قومی دن کے موقع پر، ایچ آرسی پی مطالبہ کرتا ہے کہ سپریم کورٹ کے 2014 کے فیصلے پر عمل درآمد کیا جائے جو مذہب یا عقیدے کے نجی طور پر یا کُھلے عام بلا جبر اظہار کے حق کا تحفظ کرتا ہے۔ اس حوالے سے ایک جرآت مندانہ اور بنیادی اقدام یہ ہوگا کہ آئین میں اس طرح سے ترمیم کی جائے کہ یہ جناح کی 11 اگست کی تقریر-- جو انہوں نے پہلی قانون ساز اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر کی تھی— کی عکاسی کرے اور اسے ایک سیاسی بیان تصور کرنے کی بجائے اس کی بنیاد پر ملک کی پالیسی کی سمت بندی کی جائے۔

ایچ آرسی پی مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت اس سال تشکیل دیے گئے بے اثر قومی اقلیتی کمیشن کی جگہ اقلیتوں کے حقوق سے متعلق ایک خودمختار قومی کمیشن قائم کرے۔ واحد قومی نصاب، جو اس آئینی ضمانت کے خلاف ہے کہ مذہبی اقلیت کے کسی بھی رکن کو کسی ایسی 'مذہبی تعلیم کے حصول' پر مجبور نہیں کیا جائے گا جس کا ان کے مذہب سے کوئی تعلق نہ ہو، میں تبدیلی کی جائے تاکہ اس بات کی عکاسی ہو کہ یکساں معیارِ تعلیم اور یکساں نصاب دو الگ باتیں ہیں۔ ایچ آرسی پی یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ پنجاب میں متنازعہ اور تقسیم کا باعث بننے والا تحفظ بنیاد اسلام بل واپس لیا جائے اور وفاقی اور صوبائی حکومتیں ایسی قانون سازی سے اجتناب کریں جو کسی بھی اقلیتی برادری کے مذہب یا عقیدے کی آزادی کے حق کی پامالی کا باعث بنے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 11 اگست 2020]

کشمیر کا محاصرہ قابل مذمت ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آرسی پی) مودی حکومت کی جانب سے جموں وکشمیر میں شہری، سیاسی اور معاشی حقوق کی مسلسل معطّلی کی شدید مذمت کرتا ہے۔

جنوبی ایشیاء اور دنیا بھر میں حقوق کے وسیع نیٹ ورکس کے حامل انسانی حقوق کے آزاد ادارے کے طور پر، ایچ آرسی پی کا ماننا ہے کہ 5 اگست 2019ء کے بعد سے جموں وکشمیر میں جاری صورتحال نے خطے میں مزید عدم استحکام پیدا کیا ہے جس سے وہاں کی مشکلات کا شکار آبادی جنگ اور تباہی کے مزید خطرے سے دوچار ہوگئی ہے۔ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان لائن آف کنٹرول پر پائی جانے والی مسلسل بے چینی کے علاوہ، اس مسئلے کے باعث چین بھارت سرحدی تنازعہ بھی کھڑا ہوگیا ہے۔

کشمیریوں کو مسلسل کرفیو، غیرقانونی حراستوں اور ماورائے عدالت ہلاکتوں کا سامنا ہے۔ جموں وکشمیر کے لیے نیا ڈومیسائل قانون بھی ظاہر کرتا ہے کہ ہندوستانی حکومت نے علاقے میں آبادی کے تناسب کو تبدیل کرنے کا تہیہ کررکھا ہے، جو کشمیری شہریوں کے اپنے حقوق کے لیے نقصان دہ ہے۔

ہندوستانی حکومت کے کشمیر کی خودمختاری کو رد کرنے کے فیصلے کا ایک سال مکمل ہونے سے پہلے دو روزہ کرفیو کا اعلان غیر جمہوری اور بدنیتی پر مبنی ہے۔

ایچ آرسی پی علاقائی اور بین الاقوامی رہنماؤں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جموں وکشمیر کے رہائشیوں کے انسانی حقوق کی حمایت کریں۔ ایچ آرسی پی یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ہندوستانی اور پاکستانی حکومتیں مذاکرات کا عمل دوبارہ شروع کریں اور ایسے کسی بھی مذاکرات اور تصفیے میں کشمیریوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 04 اگست 2020]

یومِ آزادی کو بامعنی بنانے کے لیے زیرِ حراست ماہی گیروں کی رہائی ضروری ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آرسی پی) نے پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنی قومی آزادی کے موقع پر دونوں ممالک کی جیلوں میں پڑے 300 سے زائد ماہی گیروں کی رہائی کو یقینی بنا کر دوطرفہ امن کے لیے عزمِ نَو کا اظہار کریں۔

سرحد کے دونوں اطراف، ماہی گیر ساحلی برادریوں کے غریب اور پسماندہ افراد ہیں اور جب کبھی وہ بھول چوک سے دوسرے ملک کے علاقائی پانیوں میں جانے پر اپنے ہمسایہ ملک کے ہاتھوں گرفتار ہوجاتے ہیں تو اِنہیں یکسر نظرانداز کردیا جاتا ہے۔ اِن کے قونصلر رسائی اور قومیت کی تصدیق کے حق کی ہمیشہ پامالی کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں اِن کی وطن واپسی کا عمل برسوں تک تاخیر کا شکار رہتا ہے۔ اِس سے وہ گنجائش سے زائد قیدیوں سے بھری جیلوں میں پڑے رہتے ہیں اور اِن کی غیرملکی شناخت اِن کے مصائب کو اور زیادہ گھمبیر کردیتی ہے۔ اِس دوران، گھر پر ان کے خاندان اپنے کمانے والے فرد سے محروم ہوجاتے ہیں، اور اِن میں سے بیشتر کو اپنے خاندان کے فرد کی دُوری برداشت کرنے کے علاوہ، پہلے سے زیادہ غربت کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

ماہی گیروں کی رہائی جو ایک ایسا ذریعہ معاش اپنانے پر مجبور ہیں جسے عالمی ادارہ صحت پہلے ہی "خطرناک پیشہ" قرار دے چکا ہے، اِن کی شہری آزادی کے لیے اتنی ہی اہم ہے جتنی اہم اِن کے معاشی حقوق کے لیے ہے۔ ایچ آرسی پی کا دونوں حکومتوں سے یہ مطالبہ بھی ہے کہ وہ ایک مؤثر نظام تشکیل دیں جس کے ذریعے بحری حد عبور کرنے والے ماہی گیروں کو وطن واپس بھیج دیا جائے نا کہ انہیں پکڑ کر عقوبت خانوں میں ڈال دیا جائے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 13 اگست 2020]

سارنگ جویو: 'رہائی سے قبل سوچا آج گولی مار کر لاش پھینک دی جائے گی'

نامور ادیب تاج جویو نے الزام عائد کیا ہے کہ ان کے بیٹے سارنگ جویو کو سندھ کے مسائل پر آواز اٹھانے کی 'سزا دینے' کے لیے گرفتار کیا گیا ہے

سارنگ جویو کو جب رات کو ساتھ چلنے کو کہا گیا تو ان کا خیال تھا کہ انھیں گولی مار کر لاش پھینک دی جائے گی لیکن اس خدشے کے برعکس انھیں زندہ رہا کر دیا گیا۔

یہ بات سارنگ جویو کے والد سندھی ادیب تاج جویو نے بی بی سی اردو سے بات کرتے ہوئے بتائی۔

سارنگ جویو 11 اگست کو کراچی کے علاقے اختر کالونی میں اپنے گھر سے مبینہ طور پر حراست میں لیے گئے تھے۔

وہ شہید ذوالفقار علی بھٹو انسٹیٹیوٹ آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (زیبسٹ) کراچی میں سندھ ابھیاس اکیڈمی میں ریسرچ ایسوسی ایٹ اور سندھ سجاگی فورم نامی تنظیم کے جوائنٹ سیکریٹری ہیں۔

سارنگ کی اہلیہ سہنی جویو کی مدعیت میں دائر ایف آئی آر میں مؤقف اختیار کیا گیا تھا کہ مذکورہ رات '25 سے 30 اشخاص جن میں کچھ کالی وردی میں تھے اور کچھ سادہ کپڑوں میں تھے، ہمارے گھر کے اندر داخل ہوئے اور خاوند کو زبردستی پکڑ کر ساتھ باہر لے گئے، جاتے ہوئے میرے شوہر کے دفتر کا بیگ، کمپیوٹر سی پی یو بھی اپنے ساتھ لے گئے، اور الماری کی تلاشی لی اور کچھ کتابیں اور تصاویر وغیرہ بھی ساتھ لے گئے۔'

تاج جویو اسلام آباد سے پیر کی صبح کراچی واپس پہنچے ہیں جہاں وہ سینیٹ کی انسانی حقوق کی سٹینڈنگ کمیٹی کے روبرو پیش ہونے کے لیے گئے تھے لیکن اس اجلاس سے قبل ہی ان کا بیٹا بازیاب ہو کر گھر پہنچ گیا تھا۔

سارنگ جویو نے اپنے والد تاج جویو کو بتایا کہ دوران تفتیش ان کو بار بار کہا جاتا تھا کہ 'گولی مار کر پھینک دیں گے'۔ اتوار کی شب جب ان کو کہا گیا کہ 'چلو' تو وہ سمجھے کہ 'آج زندگی کا آخری دن ہے، اس کو ویگو گاڑی میں سوار کیا گیا تاہم آنکھوں پر بدستور پٹی بندھی رہی۔'

وہ مزید بتاتے ہیں کہ 'ایک مقام پر اتار کر کہا جاؤ پیشاب کرو، لیکن پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا۔ دس منٹ کے بعد اس نے خود پٹی کھولی تو کسی ویرانے جیسے علاقے میں خود کو پایا۔ وہاں لوگوں سے معلوم کیا کہ یہ جگہ کونسی ہے تو اس کو بتایا گیا یہ الآصف سکوائر سہراب گوٹھ ہے۔'

تاج جویو کے مطابق جب سارنگ گھر کے قریب پہنچے تو وہاں بھی دو مشکوک لوگ موجود تھے جنھوں نے انھیں روکا، شیو بڑھ جانے کی وجہ سے سارنگ نے اپنا غلط نام بتایا اور گھر آ گئے۔

سارنگ جویو نے والد کو بتایا کہ ان کو تحویل میں لینے سے لے کر رہا کرنے تک ان کی آنکھیں مسلسل بند رکھی گئیں اور وہ تقریباً دو گھنٹے سفر کرتے رہے، جس کے بعد کسی مقام پر پہنچے جہاں اگلے تین روز تک انھیں رکھا گیا۔

تاج جویو کے مطابق سارنگ کو 'بے رحمانہ' تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

انھوں نے بتایا کہ 'وہ کروٹ بدل نہیں سکتے، بازو، جسم کے نچلے حصے پر تشدد کے واضح نشانات ہیں، سونے کی اجازت نہ دینے سے لے کر تشدد کے تمام طریقے اپنائے گئے ہیں۔'

یاد رہے کہ سندھی زبان کے معروف ادیب اور مصنف تاج جویو نے اپنے بیٹے سارنگ جویو کی گمشدگی سمیت دیگر اعتراضات کی بنا پر صدارتی تمغہ برائے حسنِ کارکردگی قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔

اغوا کاروں نے سارنگ سے سیاسی وابستگی کے بارے میں معلوم کیا تو انھوں نے بتایا کہ ان کا تعلق جئے سندھ قومی محاذ آریسر گروپ سے رہا ہے لیکن وہ اس کے رکن نہیں رہے۔ انھوں نے بتایا کہ وہ سندھ کے مسائل اور وسائل کے حوالے سے آواز اٹھاتے رہے ہیں اور جو لاپتہ لوگ ہیں وہ انھیں بھائی سمجھتے ہیں اس لیے ان کے لیے احتجاج کرتے رہے ہیں۔

سارنگ کے والد کے مطابق 'انھیں ایک گرم کمرے میں رکھا جاتا تھا اور جب تفتیش کی جاتی تو ایک ایسے کمرے میں لایا جاتا جہاں اے سی کی ٹھنڈک محسوس ہوتی تھی۔

تاج جویو خود بھی جئے سندھ تحریک سے وابستہ رہے ہیں انھوں نے مسکراتے ہوئے بی بی سی کو بتایا کہ 2020 میں بھی بیشتر سوال اور انداز وہی ہیں جن کا سامنا وہ 1970 میں دوران حراست کر چکے ہیں

'یہاں پر ہی تشدد بھی کیا جاتا تھا، تفتیش کے دوران سندھی اور اردو دونوں زبانیں سننے کو ملتیں اور دہرا رویہ اختیار کیا جاتا، ایک کہتا 'پڑھے لکھے نوجوان بیٹھ جاؤ'، دوسرا ایک گندی گالی دے کر تھپڑ رسید کر دیتا تھا۔'

سارنگ سے یہ بھی معلوم کیا گیا کہ وہ بیرون ملک کہاں جا چکے ہیں تو انھوں نے بتایا کہ ان کی بیوی ایک مرتبہ عمرے کے لیے گئی تھیں باقی وہ کبھی باہر نہیں گئے اور ان کا پاسپورٹ اس کا گواہ ہے۔

انھوں نے اپنے والد کو بتایا کہ ایک مرتبہ کسی شخص کو سامنے لا کر کھڑا کیا گیا جس نے کہا کہ 'ہاں یہ بھی میٹنگ میں تھا' جس پر سارنگ نے کہا کہ 'آنکھیں کھولیں تو اس کو دیکھوں یہ کون ہے کیونکہ یہ غلط بیانی کر رہا ہے۔'

تاج جویو کے مطابق سارنگ کو پیشکش کی گئی کہ 'ہمارے لیے کام کرو تمھیں نواز دیں گے، جن دہشت گردوں کی رہائی کے لیے کام کر رہے ہو ان کو گرفتار کراؤ پھر بیرون ملک جا کر خوشحال زندگی گزارو۔'

یاد رہے کہ سندھی زبان کے معروف ادیب اور مصنف تاج جویو نے اپنے بیٹے سارنگ جویو کی گمشدگی سمیت دیگر اعتراضات کی بنا پر صدارتی تمغہ برائے حسنِ کارکردگی قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔

سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے روبرو تاج جویو نے تحریری بیان دیا ہے اور بتایا ہے کہ سندھ سے 80 سیاسی کارکن لاپتہ ہیں جبکہ آئی جی سندھ مشتاق مہر کی جانب سے بتایا گیا کہ صوبے سے تقریباً 500 افراد لاپتہ ہیں۔

مصطفیٰ نواز کھوکھر کی زیر صدارت اجلاس میں جبری گمشدگی کے بارے میں کمیشن کے سربراہ جسٹس ریٹائرڈ جاوید اقبال پیش نہیں ہوئے جس پر کمیٹی نے ناراضگی کا اظہار کیا اور متنبہ کیا کہ اس معاملے پر تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے۔

کمیٹی نے آئی جی سندھ کو ہدایت کی ہے کہ لاپتہ افراد کو جلد از جلد بازیاب کرایا جائے۔

(بشکریہ: بی بی سی اردو)

تمام افراد کو جبری گمشدگی سے تحفظ فراہم کرنے کا عالمی میثاق

افتتاحیہ

اس میثاق میں شریک ممالک نے ،اقوام متحدہ کے منشور کے تحت ریاستوں پر دنیا بھر میں انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام کے فروغ اور ان کے تحفظ کا جو فریضہ عائد ہوتا ہے اُس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، انسانی حقوق کے عالمی منشور کا احترام کرتے ہوئے،''معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کے عالمی میثاق شہری و سیاسی حقوق کے عالمی میثاق اور انسانی حقوق، انسانیت دوست قانون اور عالمی فوجداری قانون کی دیگر دستاویزات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، تمام افراد کو جبری گمشدگی سے تحفظ فراہم کرنے کے اعلامیے کو بھی ذہن میں رکھتے ہوئے جو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 18 دسمبر 1992 کو اپنی قرارداد نمبر 47/133 میں منظور کیا تھا، جبری گمشدگی جو کہ ایک جُرم ہے اور بعض حالات میں بین الاقوامی قانون کے تحت انسانیت کے خلاف جُرم قرار دیا گیا ہے، اُس کی سنگینی کا ادراک کرتے ہوئے، جبری گمشدگیوں کی روک تھام اور جبری گمشدگیوں کے جُرم کے خلاف قانونی چارہ جوئی کے فقدان کے خاتمے کے لیے پُر عزم تھے، کسی بھی فرد کو جبری گمشدگی کا نشانہ نہ بنائے جانے کے حق، متاثرین کے انصاف اور معاوضے کے حصُول کے حق کا خیال رکھتے ہوئے، جبری گمشدگی کے اصل حقائق اور جبری گمشدہ فرد کی حالتِ زار سے باخبر ہونے کے ہر متاثرہ فرد کے حق اور اس حوالے سے معلومات کے حصُول و ترسیل کے حق کی توثیق کرتے ہوئے، درج ذیل شقوں پر اتفاق کا اظہار کیا ہے:

حصہ اوّل

شِق نمبر 1

1۔ کسی فرد کو جبری گمشدگی کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔

2۔ حالتِ جنگ، جنگ کے خطرے، اندرونی سیاسی عدم استحکام یا ملکی ہنگامی صورتحال سمیت کسی بھی قسم کے غیر معمولی حالات کو جبری گمشدگی کا جواز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

شِق نمبر 2

اس میثاق کے مقاصد کے لیے،'جبری گمشدگی' سے مراد ریاستی اہلکاروں یا ریاست کی اجازت، معاونت یا رضامندی سے افراد یا افراد کے گروہوں کی جانب سے کسی فرد کی گرفتاری، حراست، اغواء یا آزادی سے محرومی کی کوئی بھی شکل ہے جس کے بعد اس شخص کی آزادی سے محرومی کے وقوعے سے انکار کیا جائے یا گمشدہ فرد کے حالتِ زار یا اتہ پتہ کو چھپایا جائے جس سے وہ فرد قانونی تحفظ کے دائرہ کار سے محروم ہو جائے۔

شِق نمبر 3

ہر فریق ریاست شق نمبر 2 میں درج کاروائیوں کی تحقیقات کرنے اور ذمہ داران کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کے لیے مناسب اقدامات کرے گی جو بعض افراد یا افراد کے گروہوں نے ریاست کی اجازت، معاونت یا رضامندی کے بغیر سرزد کی ہوں گی۔

شِق نمبر 4

ہر فریق ریاست اس امر کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کرے گی کہ جبری گمشدگی کو اس کے فوجداری قانون میں جرم قرار دیا جائے۔

شِق نمبر 5

قابلِ نفاذ بین الاقوامی قانون کی رو سے وسیع پیمانے یا باضابطہ طور پر پیش آنیوالے والے جبری گمشدگی کے واقعات کو انسانیت کے خلاف جرم قرار دیا گیا ہے اِن پر اِس قابلِ نفاذ بین الاقوامی قانون میں فراہم کردہ چارہ جوئی کا اطلاق ہوگا۔

شِق نمبر 6

ہر فریق ریاست ایسے فرد پر کم از کم مجرمانہ ذمہ داری عائد کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرے گی:

(الف) جو فرد جبری گمشدگی کا ارتکاب کرتا ہے، حکم دیتا ہے، یا ترغیب دیتا ہے یا ارتکاب کرنے کی کوشش کرتا ہے، جبری گمشدگی کے ارتکاب میں ساز باز کرتا یا اس میں شریک ہوتا ہے؛

(ب) ایک اعلیٰ درجے کا اہلکار جو:

ایسی کسی بھی قسم کی معلومات سے باخبر تھا یا اُس نے دیدہ دانستہ نظرانداز کیا تھا جن سے یہ واضح ہوتا ہو کہ اُس کے ماتحت اہلکار جبری گمشدگی کے جرم کا ارتکاب کر رہے تھے یا کرنیوالے تھے؛

ii۔ جبری گمشدگی سے متعلقہ کاروائیوں کے حوالے اس پر مؤثر ذمہ داری عائد تھی اور ان کاروائیوں پر اس کا مؤثر کنٹرول تھا؛ اور

iii۔ جبری گمشدگی کو سرزد ہونے سے روکنے کے لیے اپنے دائرہ اختیار میں شامل تمام ضروری اور معقول اقدامات کرنے یا اس معاملے کو تحقیقات اور مقدمہ سازی کے لیے مجاز حکام تک پہنچانے میں ناکام رہا رہی ہو؛

(ج) اوپر مذکور ذیلی پیراگراف ب ذمہ داری کے اُن اعلیٰ اصولوں سے متعلق ہے جن کا اطلاق متعلقہ بین الاقوامی قانون کے تحت فوج کے کمانڈر یا فوج کے کمانڈر کی حیثیت سے کام کرنیوالے فرد پر ہوتا ہے۔

2۔ جبری گمشدگی کے جرم کو جواز بخشنے کے لیے سویلین، ملٹری یا کسی بھی دوسری قسم کی پبلک اتھارٹی کے آرڈر یا ہدایت کا سہارا نہیں لیا جا سکتا۔

شِق نمبر 7

1۔ ہر فریق ریاست جبری گمشدگی کے جُرم کو مناسب سزاؤں کے ذریعے قابلِ سزا قرار دے گی اور اس حوالے سے اِس جُرم کی انتہائی سنگینی کو مدِنظر رکھا جائے گا۔

2۔ ہر فریق ریاست متعین کرے گی:

(الف) سزا میں تخفیف کا باعث بننے والے حالات، خاص طور پر جبری گمشدگی کے ارتکاب میں موردِ الزام ٹھہرائے گئے اُن افراد کے لیے جنہوں نے جبری گمشدہ فرد کی بحفاظت بازیابی میں موثر کردار ادا کیا ہو یا جنہوں نے جبری گمشدگی کے واقعات کو اُجاگر کرنا ممکن بنایا ہو یا جبری گمشدگی کا ارتکاب کرنے والوں کی نشاندہی کی ہو؛

(ب) ضابطہ فوجداری کو متاثر کیے بغیر؛ سزا میں اضافے کا باعث بننے والے حالات، خاص طور پر کسی گمشدہ فرد کی ہلاکت کی صورت میں یا کسی حاملہ عورت، کمسن بچے، معذور افراد یا دیگر خاص طور پر غیر محفوظ افراد کی جبری گمشدگی کے واقعے کی صورت میں۔

شِق نمبر 8

شق نمبر 5 کو متاثر کیے بغیر،

1۔ جو فریق ریاست جبری گمشدگی کے حوالے سے حد بندیوں کا قانون نافذ کرے گی وہ اس امر کو یقینی بنانے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے گی کہ فوجداری ضوابط کے لیے حد بندی کی میعاد:

(الف) لمبے عرصہ کے لیے ہو اور اس جرم کی انتہائی سنگینی سے مطابقت رکھتی ہو؛

(ب) اس کا آغاز جبری گمشدگی کے جرم کے خاتمے کے وقت سے ہو اور جرم کی جاری نوعیت کو مدِنظر رکھا جائے۔

2۔ ہر فریق ریاست حد بندی کی میعاد کے دوران جبری گمشدگی کے متاثرین کو مؤثر معاوضے کے حق کو یقینی بنائے گی۔

شق نمبر 9

1۔ ہر فریق ریاست جبری گمشدگی کے جرم پر اپنے دائرہ اختیار کو یقینی بنانے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے گی:

(الف) اگر جرم کا ارتکاب اس کے دائرہ اختیار میں شامل اس کے اپنے علاقے میں یا اس ریاست میں رجسٹرڈ سمندری جہاز یا ہوائی جہاز میں ہوا ہے؛

(ب) اگر مبینہ مجرم اس ریاست کا شہری ہے؛

(ج) اگر گمشدہ فرد اس ریاست کا شہری ہے اور فریق ریاست کارروائی کرنا مناسب سمجھتی ہے۔

2۔ اسی طرح ہر فریق ریاست جبری گمشدگی کے جرم پر اپنے دائرہ اختیار کو یقینی بنانے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے گی اگر مبینہ مجرم اس کے اپنے دائرہ اختیار میں شامل علاقے میں موجود ہے ماسوائے اس کے کہ ریاست نے اپنے کسی بین الاقوامی معاہدے کی روشنی میں اُس مجرم کو کسی دوسرے ملک یا تسلیم شدہ بین الاقوامی کریمینل ٹربیونل کے حوالے کر دیا ہو۔

3۔ یہ میثاق ملکی قانون کی مطابقت میں کسی اضافی فوجداری اختیار کے استعمال کی ممانعت نہیں کرتا۔

شق نمبر 10

1۔ فریق ریاست جس کے علاقہ میں جبری گمشدگی کا مشتبہ ملزم پایا جائے، دستیاب شدہ معلومات کا جائزہ لینے کے بعد ان معلومات کی صحت سے مطمئن ہو تو وہ اس فرد کو اپنی تحویل میں لے گی یا اُس کی موجودگی کو یقینی بنانے کے لیے تمام ضروری قانونی اقدامات کرے گی۔ ملزم کی تحویل یا دیگر قانونی اقدامات اُس فریق ریاست کے قانون کی مطابقت میں ہوں گے مگر ان کا دورانیہ اتنا ہی ہوگا جتنا کہ اُس کے خلاف فوجداری کارروائی شروع کرنے، یا اس کی سپردگی یا حوالگی کے لیے ضروری ہوگا۔

2۔ جو فریق ریاست اِس شق کے پیراگراف نمبر 1 میں مذکور اقدامات کرتی ہے، وہ حقائق کی چھان بین کے لیے فوری طور پر انکوائری یا تحقیقات کرے گی۔ فریق ریاست اِس شق کے پیراگراف نمبر 1 میں مذکور ریاستوں کو بھی مطلع کرے گی۔ وہ انہیں فرد کی حراست، حراست کا سبب بننے والے حالات اور اپنی ابتدائی انکوائری یا تحقیقات کے نتائج سے بھی آگاہ کرے گی نیز انہیں اپنا دائرہ اختیار استعمال کرنے کے ارادے سے بھی مطلع کرے گی۔

3۔ پیراگراف نمبر 1 کے تحت تحویل میں لیا گیا فرد اپنی ریاست کے قریب ترین موزوں نمائندے سے یا اگر اُس فرد کا کوئی وطن نہیں تو جس ریاست میں عموماً رہائش پذیر ہے، اُس ریاست کے نمائندے سے رابطہ کر سکتا رسکتی ہے۔

شق نمبر 11

1۔ فریق ریاست جس کے دائرہ اختیار میں شامل علاقہ میں جبری گمشدگی کا مشتبہ ملزم پایا جائے اور وہ ریاست اپنے بین الاقوامی معاہدات کی مطابقت میں ملزم کو کسی دوسری ریاست کے سپرد نہیں کرتی یا کسی تسلیم شدہ بین الاقوامی کریمینل ٹربیونل کے حوالے نہیں کرتی تو وہ مقدمہ سازی کے مقصد کے لیے مقدمہ کو مجاذ حکام کے حوالے کرے گی۔

2۔ یہ حکام اُس فریق ریاست کے قانون کے تحت سنگین نوعیت کے عام جرم کے مقدمے کی طرح ہی اپنا فیصلہ کریں گے۔ شق نمبر 9، پیراگراف نمبر 2 میں مذکور واقعات میں مقدمہ سازی اور سزایابی کے لیے شہادت کے اصول شق نمبر 9 پیراگراف 1 میں مذکور واقعات میں مطلوبہ اصولوں سے کم معیاری نہیں ہوں گے۔

3۔ جس فرد کے خلاف جبری گمشدگی کے جرم میں قانونی کارروائی کی جائے گی اُسے کارروائی کے تمام مراحل میں شفاف سلوک کی ضمانت دی جائے گی۔ جس فرد کے خلاف بھی جبری گمشدگی کے جرم میں قانونی کارروائی کی جائے گی، اُسے ایک مجاذ، خودمختار اور غیر جانبدار قانونی عدالت یا ٹربیونل کے سامنے شفاف ٹرائل کا موقع فراہم کیا جائے گا۔

شق نمبر 12

1۔ ہر فریق ریاست اس امر کو یقینی بنائے گی کہ جو فرد شکایت کرے کہ کسی آدمی کو جبری گمشدگی کا نشانہ بنایا گیا ہے، اُسے مجاذ حکام تک حقائق پہنچانے کا حق حاصل ہو۔ حکام اس الزام کا فوری طور پر غیر جانبدارانہ جائزہ لیں گے اور جہاں ضروری ہو مکمل اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کریں گے۔ جہاں ضرورت پڑے اس امر کو یقینی بنانے کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں گے کہ شکایت دہندہ، گواہان، جبری گمشدہ فرد کے رشتہ دار، ان کا وکیل صفائی نیز تحقیقات میں شریک افراد شکایت یا دی گئی گواہی کے نتیجے میں بُرے سلوک یا دھونس و دھمکی سے محفوظ رہیں۔

2۔ اگر اس امر کے ٹھوس شواہد موجود ہوں کہ کسی فرد کو جبری گمشدہ کیا گیا ہے تو اِس شق کے پیراگراف 1 میں مذکور حکام تحقیقات کریں گے چاہے اس حوالے سے باضابطہ شکایت کا اندراج نہ ہوا ہو۔

3۔ ہر فریق ریاست اس امر کو یقینی بنائے گی کہ اس شق کے پیراگراف نمبر 1 میں مذکور حکام:

(الف) کے پاس مؤثر طریقے سے تحقیقات کرنے کے لیے ضروری اختیارات اور وسائل ہوں۔ ان کی تحقیقات سے متعلقہ دستاویزات اور معلومات تک رسائی بھی ہو؛

(ب) کے پاس جہاں ضروری ہو عدالت کی پیشگی اجازت کے ساتھ جو کہ اس معاملے کو فوری طور پر نمٹائے گی، جائے حراست یا کسی بھی دوسرے مقام جہاں گمشدہ فرد کی موجودگی کے ٹھوس شواہد ہوں تک رسائی ہو۔

4۔ ہر فریق ریاست تحقیقات کے عمل کی راہ میں رکاوٹ بننے والے عوامل کی روک تھام کے لیے ضروری اقدامات کرے گی۔ وہ اس چیز کو خاص طور پر یقینی بنائے گی کہ جبری گمشدگی کا ارتکاب کرنے والے مشتبہ افراد شکایت دہندہ، گواہان، گمشدہ فرد کے رشتہ داروں یا ان کے وکیل صفائی یا تحقیقات میں شریک افراد پر دباؤ ڈال کر یا ڈرا دھمکا کر یا انتقامی کارروائیوں سے تحقیقات کے عمل پر متاثر نہ ہو سکیں۔

شق نمبر 13

1۔ فریق ریاستوں کے مابین ملزمان کی حوالگی کے مقاصد کے لیے، جبری گمشدگی کو ایک سیاسی جرم یا سیاسی جرم سے منسلک جرم یا سیاسی مفادات سے متاثر ہو کر سرزد کیا جانے والا جرم تصور نہیں کیا جائے گا۔ اِسی طرح، اس جرم کی بنیاد پر ملزم کی حوالگی کی درخواست کو محض اِن وجوہات کے باعث رد نہیں کیا جا سکتا۔

2۔ اس میثاق کے نفاذ سے قبل فریق ریاستوں کے مابین ملزمان کی حوالگی کا معاہدہ موجود ہے تو جبری گمشدگی کے جرم کو اُس معاہدے میں شامل قابلِ حوالگی جرم شمار کیا جائے گا۔

3۔ فریق ریاستیں عہد کرتی ہیں کہ اِس میثاق کے نفاذ کے بعد اگر ان کے مابین ملزمان کی حوالگی کا معاہدہ طے پاتا ہے تو وہ جبری گمشدگی کے جرم کو قابلِ حوالگی جرم کے طور پر اُس معاہدے کا حصہ قرار دیں گی۔

4۔ ایک فریق ریاست جو ملزم کی حوالگی کو معاہدے کی موجودگی کے ساتھ مشروط کرتی ہے، اُسے کسی دوسری فریق ریاست سے ملزم کی حوالگی کی درخواست موصول ہوتی ہے جس کے ساتھ اس کا ملزمان کی حوالگی کا کوئی معاہدہ نہیں ہے، تو وہ جبری گمشدگی کے جرم کے حوالے سے ملزمان کی حوالگی کے لیے اِس میثاق کو ضروری قانونی بنیاد تصور کر سکتی ہے۔

5۔ فریق ریاستیں جو ملزمان کی حوالگی کو معاہدے کی موجودگی

کے ساتھ مشروط نہیں کرتیں، جبری گمشدگی کے جرم کو اپنے مابین قابلِ حوالگی جرم تسلیم کریں گی۔

6۔ تمام واقعات میں ملزم کی حوالگی اُس فریق ریاست کے قانون میں درج شرائط کے تابع ہوگی جس سے درخواست کی گئی تھی یا ملزمان کی حوالگی کے معاہدات کی روشنی میں ہوگی۔ خاص طور پر ملزم کی حوالگی کے لیے کم سے کم سزا کی شرط سے متعلق شرائط اور ایسی وجوہات جن کی بناء پر درخواست شدہ فریق ریاست ملزم کی حوالگی سے انکار کرسکتی ہے یا اِسے بعض شرائط کے تابع رکھ سکتی ہے۔

7۔ اس میثاق میں شامل کسی بھی شق کی اس طرح تشریح نہیں کی جائے گی جس سے درخواست شدہ ریاست ملزمان کی حوالگی کی پابند ہوجائے اگر اُس ریاست کے پاس یہ یقین کرنے کے ٹھوس شواہد موجود ہوں کہ درخواست کا مقصد کسی فرد کو اس کی جنس، مذہب، قومیت، لسانی شناخت، سیاسی آراء یا کسی سماجی گروہ کی رکنیت کے مقدمہ سازی یا سزا کا نشانہ بنانا ہے، یا اس درخواست کی منظوری سے مذکورہ وجوہات میں سے کسی ایک وجہ کے سبب اُس فرد کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

شق نمبر 14

1۔ فریق ریاستیں جبری گمشدگی کے جرم کے حوالے فوجداری کارروائی کے ضمن میں ایک دوسرے کی زیادہ سے زیادہ قانونی معاونت کریں گی اور ان کارروائیوں کے لیے ہر قسم کی ضروری شہادت بھی فراہم کریں گی۔

2۔ یہ باہمی قانونی مشاورت درخواست شدہ فریق ریاست کے ملکی قانون میں یا باہمی قانونی معاونت پر قابلِ نفاذ معاہدات میں فراہم کردہ شرائط کے تابع ہوگی، خاص طور پر ایسی وجوہات سے متعلق شرائط جن کی بناء پر درخواست شدہ فریق ریاست باہمی قانونی معاونت کی فراہمی سے انکار کرسکتی ہے یا اِسے بعض شرائط کے تابع رکھ سکتی ہے۔

شق نمبر 15

فریق ریاستیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گی اور جبری گمشدگی کے متاثرین کی مدد کرنے، اور گمشدہ افراد کو تلاش کرنے، ان کا سراغ لگانے اور بازیاب کروانے اور ان کی ہلاکت کی صورت میں ان کی قبر کشائی اور نشاندہی اور ان کی لاش کی واپسی کے معاملات میں زیادہ سے زیادہ باہمی معاونت کریں گی۔

شق نمبر 16

1۔ کوئی فریق ریاست کسی فرد کو ملک بدر، واپس یا کسی دوسرے ملک کے سپرد نہیں کرے گی اگر اس امر کے ٹھوس شواہد موجود ہوں کہ وہاں اُس فرد کو جبری گمشدگی کا نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔

2۔ اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ آیا ایسے شواہد موجود ہیں کہ نہیں، مجاز حکام تمام متعلقہ امُور پر غور کریں گے، اور جہاں ضروری ہو متعلقہ ریاست میں انسانی حقوق کی سنگین، کھلے عام یا وسیع پیمانے پر ہونیوالی خلاف ورزیوں یا انسانیت دوست قانون کی سنگین پامالیوں کو بھی مدِنظر رکھا جائے گا۔

شق نمبر 17

1۔ کسی فرد کو بھی خفیہ حراست میں نہیں رکھا جائے گا۔

2۔ فرد کو دیگر آزادی سے محروم کیے جانے کے حوالے سے فریق ریاست پر عائد دیگر فرائض کو متاثر کیے بغیر ہر فریق ریاست اپنے قوانین میں درج ذیل شقیں شامل کرنے کی پابند ہے:

(الف) حراست میں لینے کے احکامات جاری کرنے کے لیے شرائط وضوابط کا تعین؛

(ب) حراست میں لینے کے احکامات جاری کرنے کے لیے مجاز حکام کی نشاندہی؛

(ج) حراست میں لیے گئے فرد کو ایسے افراد کے لیے سرکار کے زیرِانتظام مختص کردہ قیدخانوں میں رکھے جانے کی ضمانت؛

(د) حراست میں لیے گئے فرد کو قانون کے مطابق اپنے خاندان، وکیل اور دیگر احباب سے ملاقات کرنے، خط وکتابت رکھنے کی سہولت فراہم کرنے کی ضمانت، غیر ملکی ہونے کی صورت میں بین الاقوامی قانون کے مطابق اپنے ملک کے سفارتی حکام سے رابطے کی سہولت فراہم کرنے کی ضمانت؛

(ہ) حراست میں لیے گئے افراد کے لیے مختص قیدخانوں تک مجاز حکام اور اداروں کو ضرورت پڑنے پر عدالتی اجازت کے ساتھ یا اس کے بغیر مکمل رسائی کی ضمانت؛

(و) عدالت میں بلا تاخیر غیر قانونی حراست ثابت کرنے اور رہائی کا فیصلہ کرانے کے لیے آزادی سے محروم کیے گئے یا جبری طور پر لاپتہ کیے گئے فرد کے قانونی چارہ جوئی کا حق استعمال کرنے سے قاصر ہونے کے باعث قانونی طور پر متعلق فرد یا ادارہ مثلاً آزادی سے محروم کیے گئے فرد کے عزیز واقارب، نمائندگان یا وکلاء کے ہر قسم کی صورت حال میں عدالت میں مقدمے کی پیروی کرنے کے مجاز ہونے کی ضمانت۔

3۔ فریق ریاست حراست میں لیے گئے افراد کے تازہ ترین کوائف پر مبنی ایک یا ایک سے زائد رجسٹر بنانے اور محفوظ رکھنے کی پابند ہے۔فریق ریاست یہ رجسٹر عدالت یا ریاستی قوانین کے تحت کسی بھی اور مجاز ادارے یا کسی بھی بین الاقوامی مختار ادارے فریق ریاست جس کی رکن ہو، کے طلب کرنے پر فوری مہیا کرنے کی پابند ہے۔اس رجسٹر میں درج ذیل معلومات کا اندراج لازمی ہے؛

(الف) حراست میں لیے گئے فرد کی شناخت

(ب) حراست میں لیے گئے فرد کو حراست میں لینے کا وقت، تاریخ اور مقام اور حراست میں لینے والے ادارے کی شناخت؛

(ج) حراست میں لینے کے احکامات جاری کرنے والے ادارے/فرد کی تفصیلات اور حراست میں لینے کی وجوہ؛

(د) حراست میں لیے گئے افراد کی نگرانی کے ذمہ دار ادارے کی تفصیلات؛

(ہ) حراستی مرکز کا مقام، حراست میں لیے گئے افراد کے مرکز میں داخلے کا وقت اور تاریخ اور حراستی مرکز کے نگران اہلکاروں کی تفصیلات؛

(و) حراست میں لیے گئے فرد کی صحت سے متعلق معلومات؛

(ز) حراست کے دوران موت واقع ہونے کی صورت میں موت کی وجہ اور موت کے ذمہ دار حالات اور میت کی حوالگی/ترسیل کی تفصیلات؛

(ح) حراستی مرکز سے کہیں اور منتقل کیے جانے کی صورت میں منتقلی کی تاریخ، وقت، نئی جگہ کی تفصیلات اور منتقلی کے ذمہ دار ادارے کی تفصیلات۔

شق نمبر 18

1۔ شق نمبر 19 اور شق نمبر 20 کے مطابق ہر فریق ریاست قانونی طور پر متعلق ہونے کے ناطے مثلاً زیرِ حراست افراد کے رشتے دار، وکلاء یا نمائندگان درج ذیل معلومات تک رسائی کی ضمانت دینے کی پابند ہے:

(الف) حراست میں لینے کے احکامات دینے والے حکام کی معلومات؛

(ب) حراست میں لیے جانے کی تاریخ، وقت اور مقام اور حراستی مرکز کی تفصیلات

(ج) حراستی مرکز کے نگران ادارے کی تفصیلات

(د) حراست میں لیے گئے فرد کی حراست گاہ کی معلومات جن میں کسی اور مرکز میں منتقلی کی صورت میں نئے مرکز کا محل وقوع اور نگران ادارے کی معلومات بھی شامل ہیں؛

(و) رہائی کا وقت، تاریخ اور مقام؛

(ہ) حراست میں لیے گئے فرد کی صحت سے متعلق معلومات؛

(ز) حراست کے دوران موت واقع ہونے پر موت کی وجہ اور موت کا باعث بننے والے حالات اور میت کی حوالگی

کی تفصیلات۔

2۔ اس شق کے پیراگراف نمبر 1 میں مذکور افراد اور زیرحراست فرد سے متعلق معلومات تک رسائی کی درخواست کرنے والے تفتیش میں شامل افراد کو بدسلوکی، ڈرانے دھمکانے یا کسی قسم کی پابندیاں عائد کیے جانے سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے مناسب اقدامات فریق ریاست کے لیے لازمی ہیں۔

شق نمبر19

1۔ لاپتہ فرد کی تلاش کی غرض سے جمع کی گئی ذاتی معلومات بشمول طبی و جنیاتی معلومات گمشدہ فرد کی تلاش کے سوا کسی مقصد کے لیے استعمال یا مہیا نہیں کی جاسکیں گی۔ تاہم ان معلومات کا جبری طور پر لاپتہ کیے جانے کا جُرم ثابت کرنے کے لیے عدالتی کارروائی یا زرِتلافی طلب کرنے کا حق استعمال کرنے کے لیے استعمال اس پابندی سے مستثنیٰ ہیں۔

2۔ ذاتی معلومات بشمول طبی وجنیاتی کوائف اکٹھی کرنے، کام میں لانا یا محفوظ کرنے کا عمل کسی فرد کے انسانی حقوق، بنیادی آزادیوں اور انسانی وقار کی خلاف ورزی کا باعث نہیں بننا چاہیے۔

شق نمبر20

1۔ اشد ضرورت کے تحت قانونی تحفظ کے حامل اور عدالتی احکامات کے تحت زیرحراست افراد کے شق نمبر18 میں درج معلومات تک رسائی کے حق پر قدغن لگائی جاسکتی ہے لیکن صرف تب جب ایسا کرنا بے حد ضروری ہو یا معلومات تک رسائی سے متعلقہ فرد کی نجی زندگی یا سلامتی کو خطرات لاحق ہونے کا اندیشہ ہو، فوجداری تفتیش میں خلل کا احتمال ہو، یا قانون کے مطابق ایسی ہی کسی اور وجہ کے تحت جو عالمی قوانین اور کنونشن کے مقاصد سے مطابقت رکھتی ہو۔ شق نمبر18 میں مذکور معلومات تک رسائی کے حق پر ایسی کوئی قدغن عائد نہیں کی جاسکتی جو شق نمبر 2 میں بیان کیے گئے طرز عمل کے مطابق ہو یا شق نمبر 17 کے پیراگراف نمبر1 کی خلاف ورزی کا باعث ہو۔

2۔ کسی فرد کے حراست میں لیے جانے کے لیے قانونی جواز فراہم کرنے کی ذمہ داری سے قطع نظر فریق ریاستیں شق نمر18 کے پیراگراف نمبر1 میں مذکور افراد کو شق نمبر 18 کے پیراگراف نمبر 1 کے مطابق معلومات تک بلاتاخیر رسائی نہ ملنے پر عدالت کے ذریعے مناسب اور موثر چارہ جوئی فراہم کرنے کی پابند ہیں۔ چارہ جوئی کے اس حق کو کسی صورت معطل یا محدود نہیں کیا جاسکتا۔

شق نمبر21

ہر فریق ریاست حراست میں لیے جانے والے فرد کے رہا کیے جانے پر رہائی کے عمل کی توثیق کے لیے ضروری اقدامات کرنے کی پابند ہے۔ ہر فریق ریاست حراست میں لیے جانے کے بعد رہا کیے جانے والے افراد کی تندرستی اور رہائی کے وقت اپنے حقوق کے حصول کے لیے آزادنہ کوشش یقینی بنانے کے لیے اقدامات کی پابند ہیں۔ تاہم ایسے افراد کو ملکی دستور کے مطابق اپنی قانونی ذمہ داریاں ادا کرنے سے استثنیٰ حاصل نہیں ہوگا۔

شق نمبر22

شق نمبر 6 کی خلاف ورزی کیے بغیر ہر فریق ریاست درج ذیل طرز ہائے عمل کی روک تھام اور انسداد کے لیے اقدامات کرنے کی پابند ہے؛

(الف) شق نمبر 17 پیراگراف 2(f) اور شق نمبر 20 پیراگراف نمبر2 میں مذکور چارہ جوئی کے عمل میں تاخیر یا روکاوٹ ڈالنا؛

(ب) حراست میں لیے جانے کے کسی واقعے کا ریکارڈ نہ رکھنا یا سرکاری رجسٹر کے منتظم کے علم میں موجود تفصیلات کا درج نہ کیا جانا یا معلومات کی صحت سے منتظم کا لاعلم ہونا؛

(ج) زیرحراست افراد سے متعلق معلومات کی عدم فراہمی، یا غلط معلومات خواہ وہ ملکی قانونی تقاضوں کے مطابق ہوں کی فراہمی۔

شق نمبر23

1۔ ہر فریق ریاست اس امر کو یقینی بنائے گی کہ حراست میں لیے گئے فرد کی تحویل یا اس کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک میں ملوث قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں، ملٹری یا سولین، نجی عملے، پبلک افسران اور دیگر افراد کو دی جانیوالی تربیت میں اس میثاق میں شامل ضروری تعلیم متعلقہ دفعات کے متعلق معلومات شامل ہوں، تاکہ:

(الف) جبری گمشدگیوں میں ان اہلکاروں کو ملوث ہونے سے روکا جاسکے۔

(ب) جبری گمشدگیوں کی روک تھام اور تحقیقات کی اہمیت پر زور ڈالا جاسکے۔

(ج) جبری گمشدگی کے واقعات کے حل کی فوری ضرورت کی اہمیت کو یقینی بنایا جاسکے۔

2۔ ہر فریق ریاست اس بات کو یقینی بنائے گی کہ جبری گمشدگی کی اجازت یا حوصلہ افزائی کرنے والے احکامات یا ہدایات کی روک تھام ہو۔ ہر فریق ریاست اس بات کی ضمانت دے گی کہ جبری گمشدگی کے حکم کی تعمیل سے انکار کرنے والے فرد کو سزا نہ دی جائے۔

3۔ ہر فریق ریاست اس امر کو یقینی بنانے کے لیے ضروری احکامات کرے گی کہ اس شق کے پیراگراف 1 میں مذکورہ افراد جن کے پاس یقین کرنے کی ٹھوس وجہ موجود ہو کہ جبری گمشدگی کا واقعہ پیش آیا ہے یا اس کی منصوبہ بندی کی گئی ہے، وہ اپنے اعلیٰ افسران کو اس معاملے سے آگاہ کریں اور جہاں ضرورت پڑے نظر ثانی کرنے یا تلافی کا اختیار رکھنے والے مجاز حکام یا اداروں کو اس سے مطلع کریں۔

شق نمبر24

1۔ اس میثاق کے مقصد کے لئے 'متاثرہ' سے مراد گمشدہ فرد یا کوئی بھی ایسا فرد ہے جس نے جبری گمشدگی کے نتیجے میں براہ راست نقصان اٹھایا ہو۔

2۔ ہر متاثرہ فرد کو جبری گمشدگی کے حالات کار، تحقیقات کی پیش رفت اور جبری گمشدہ فرد کی حالت کے بارے میں جاننے کا حق حاصل ہے۔ ہر فریق ریاست اس حوالے سے مناسب اقدامات کرے گی۔

3۔ ہر فریق ریاست گمشدہ افراد کی تلاش کرنے، سراغ لگانے اور بازیاب کروانے اور ہلاکت کی صورت میں ان کی لاشوں کا سراغ لگانے، احترام کرنے اور ان کے اہل خانہ کو واپس کرنے کے لئے تمام اقدامات کرے گی۔

4۔ ہر فریق ریاست اپنے قانونی نظام میں اس امر کو یقینی بنائے گی کہ جبری گمشدگی کے متاثرین کو تلافی اور فوری شفاف معاوضے کا حق حاصل ہو۔

5۔ پیراگراف 4 میں مذکورہ تلافی کے حصول کے حق میں مادی اور اخلاقی نقصانات شامل ہیں، مثال کے طور پر

(الف) معاوضہ

(ب) بحالی نو

(ج) اطمینان، بشمول وقار اور شہرت کی بحالی

(د) واقعہ دوبارہ پیش نہ آنے کی ضمانت

6۔ جبری گمشدہ فرد کی حالت زار معلوم ہونے تک تحقیقات جاری رکھنے کے فریضے کو متاثر کیے بغیر، ہر فریق ریاست سوشل ویلفیئر، مالی حالات، خانگی قانون اور جائیداد کے حقوق کے معاملات میں جبری گمشدہ افراد، جن کی حالت زار معلوم نہیں ہوئی اور ان کے رشتہ داروں کی قانونی صورتحال کے حوالے سے مناسب اقدامات کرے گی۔

7۔ ہر فریق ریاست جبری گمشدگیوں کے واقعات کے متعلق حقائق جاننے، جبری گمشدہ افراد کی حالت جاننے اور جبری گمشدگی کے متاثرین کی مدد کی غرض سے تنظیمیں اور انجمنیں بننے اور ان میں آزادانہ شریک

ہونے کے حق کی ضمانت دے گی۔

شق نمبر25

1۔ ہر فریق ریاست اپنے فوجداری قانون کے تحت درج ذیل امور کی روک تھام اور سزایابی کے لیے ضروری اقدامات کرے گی:

(الف) بچوں کی غلط طریقے دوری جو جبری گمشدگی کا نشانہ نہ بنے ہوئے ہیں، بچے جن کا والد، والدہ یا قانونی کفیل جبری گمشدگی کا نشانہ بنا ہوئے ہوں، یا جبری گمشدہ والدہ کی گمشدگی کے دوران پیدا ہونے والے بچے۔

(ب) اوپر پیراگراف (الف) میں مذکورہ بچوں کی حقیقی شناخت کی تصدیق کرنے والی دستاویزات کو خلط ملط کرنا، چھپانا یا ضائع کرنا۔

2۔ ہر فریق ریاست اس شق کے پیراگراف 1 (الف) میں مذکورہ بچوں کی تلاش اور نشاندہی کرنے اور قانونی ضوابط کے بل کا نفاذ بین الاقوامی معاہدات کی روشنی میں انہیں ان کے حقیقی اہل خانہ کو واپس کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات کرے گی۔

3۔ اس شق کے پیراگراف 1 (الف) میں مذکورہ بچوں کی تلاش ،نشاندہی کرنے اور سراغ لگانے میں فریق ریاستیں ایک دوسرے کی مدد کریں گی۔

4۔ اس شق کے پیراگراف 1 (الف) میں مذکورہ بچوں کے بہترین مفاد کے تحفظ کے پیش نظر اور ان کی شناخت کے تحفظ کے بشمول ان کی قومیت، نام اور قانون کے تسلیم کردہ خاندانی تعلقات کے تحفظ کے لیے فریق ریاستیں جو کہ بچوں کو گود میں لینے یا ان کو اپنانے کے کسی دوسرے نظام کو تسلیم کرتی ہیں، وہ اپنے ملک میں اس نظام پر نظر ثانی کرنے کے لیے قانونی قواعد وضوابط لاگو کریں گی اور جہاں مناسب ہو، جبری گمشدگی کے نتیجے میں کسی بچے کو گود میں لیا جاتا ہے تو وہ اس کو کالعدم قرار دیں گی۔

5۔ ہر قسم کے حالات میں اور خاص طور پر اس شق سے متعلقہ تمام معاملات میں بچے کا بہترین مفاد سب سے بالاتر چیز ہوگی اور جو بچہ اپنی آراء رکھنے کے قابل ہوگا، وہ اپنی آراء کے آزادانہ اظہار کا مستحق ہوگا۔ بچے کی آراء کو اس کی عمر اور شعور کے اعتبار سے خاص اہمیت دی جائے گی۔

حصہ دوئم

شق نمبر26

1۔ اس میثاق میں درج فرائض کی ادائیگی کے لیے 'کمیٹی برائے جبری گمشدگان قائم کی جائے گی (جس کا ذکر اب سے 'کمیٹی' کے نام سے کیا جائے گا)۔ یہ کمیٹی اعلیٰ اخلاقی اقدار اور انسانی حقوق کے شعبہ میں نمایاں قابلیت کے حامل 10 ماہرین پر مشتمل ہوگی جو اپنی ذاتی حیثیت سے خدمت سرانجام دیں گے اور خودمختار و غیر جانبدار رہوں گے۔ کمیٹی کے اراکین کا انتخاب منصفانہ جغرافیائی تقسیم کی بنیاد پر فریق ریاستیں کریں گی۔ متعلقہ قانونی تجربے کے حامل افراد کی کمیٹی کے امور میں شراکت کی اہمیت اور متوازن جنسی نمائندگی کو خاطر خواہ اہمیت ملنی چاہیے۔

2۔ کمیٹی کے اراکین کا انتخاب اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی جانب سے فریق ریاستوں کے ششماہی اجلاسوں میں فریق ریاستوں کے نامزد افراد کی فہرست سے خفیہ رائے دہی کے ذریعے ہوگا۔ ان کا کورم دو تہائی فریق ریاستوں کی حاضری پر مشتمل ہوگا، کمیٹی کے منتخب شدہ افراد وہ ہوں گے جو سب سے زیادہ ووٹ حاصل کریں گے اور اجلاس میں شریک اور رائے دہی میں حصہ لینے والی فریق ریاستوں کی قطعی اکثریت حاصل کریں گے۔

3۔ ابتدائی انتخاب اس میثاق کے نفاذ کے چھ ماہ کے اندر ہوگا۔ ہر انتخاب کی تاریخ سے چار ماہ قبل اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل فریق ریاستوں کے نام ایک خط لکھیں گے اور انہیں تین ماہ کے اندر اندر نامزدگیاں جمع کروانے کی دعوت دیں گے۔ اُس کے بعد سیکرٹری جنرل حروف تہجی کی ترتیب میں نامزد شدہ تمام افراد کی ایک فہرست مرتب کریں گے جس میں امیدوار نامزد کرنے والی فریق ریاستوں کی نشاندہی کریں گے اور یہ فہرست تمام فریق ریاستوں کو ارسال کریں گے۔

4۔ کمیٹی کے اراکین کا انتخاب چار برس کی مدت کے لیے ہوگا۔ وہ دوبارہ منتخب ہونے کے اہل ہوں گے۔ تاہم، پہلے انتخاب کے موقع پر منتخب ہونے والے پانچ اراکین کی مدت دو برس بعد ختم ہو جائے گی؛ پہلے انتخاب کے فوری بعد اس شق کے پیراگراف نمبر 2 میں مذکور اجلاس کے چئرمین قرعہ اندازی کے ذریعے اِن پانچ اراکین کے ناموں کا چُناؤ کریں گے۔

5۔ اگر کمیٹی کا کوئی رکن فوت ہو جاتا ہے یا مستعفی ہو جاتا ہے یا کسی اور وجہ سے اپنے فرائض ادا نہیں کر پاتا تو فریق ریاست جس نے اُسے نامزد کیا ہوتا ہے، اس شق کے پیراگراف 1 میں درج معیار کے مطابق اپنے شہریوں میں سے کسی اور فرد کو باقی ماندہ مدت کے لیے منتخب کرے گی مگر یہ انتخاب فریق ریاستوں کی اکثریت کی منظوری کے تابع ہوگا۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی طرف سے مجوزہ انتخاب کے بارے میں مطلع کرنے کے چھ ہفتوں کے اندر اگر نصف یا یا زائد فریق ریاستیں منفی ردِعمل ظاہر نہیں کرتیں تو سمجھا جائے گا کہ فریق ریاستوں کی اکثریت کی منظوری حاصل ہوگئی ہے۔

6۔ کمیٹی اپنے قواعد وضوابط کا تعین خود کرے گی۔

7۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کمیٹی کو ضروری وسائل، عملہ اور سہولیات فراہم کریں گے تاکہ مہ اپنے فرائض مؤثر طریقے سے انجام دے سکے۔ کمیٹی کے ابتدائی اجلاس کا انعقاد اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کریں گے۔

8۔ کمیٹی کے اراکین اقوام متحدہ کے مشن ماہرین کے لیے مختص سہولیات، مراعات اور تحفظات کے حصول کے مستحق ہیں جن کا ذکر اقوام متحدہ کی مراعات اور تحفظات کی متعلقہ دفعات میں کیا گیا ہے۔

9۔ ہر فریق ریاست کمیٹی کے ساتھ تعاون کرے گی، کمیٹی کے اُن فرائض کی حد تک جو فریق ریاست نے قبول کیے ہیں اور کمیٹی کے اراکین کے فرائض کی ادائیگی میں اُن کی معاونت کرے گی۔

شق نمبر27

اس میثاق کے نفاذ کے بعد مخصوص تاریخ کے چار برس بعد جبکہ چھ برس کے اندر فریق ریاستوں کی کانفرس منعقد ہوگی جس میں کمیٹی کے امور کا جائزہ لیا جائے گا اور شق نمبر 44، پیراگراف 2 میں درج ضابطے کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گا کہ آیا شق نمبر 28 سے 36 میں بیان فرائض کی روشنی میں میثاق پر عمل کی نگرانی کا کام کسی بھی امکان کو خارج از امکان قرار دیے بغیر، کسی دوسرے ادارے کو منتقل کیا جاسکتا ہے کہ نہیں۔

شق نمبر28

1۔ کمیٹی اس میثاق کے فراہم کردہ دائرہ کار کو مدنظر رکھتے ہوئے اقوام متحدہ کے تمام متعلقہ شعبوں، دفاتر، خصوصی ایجنسیوں، فنڈز، بین الاقوامی معاہدات کی تشکیل کردہ معاہداتی تنظیموں، اقوام متحدہ کے خصوصی قواعد وضوابط، اور متعلقہ بین الحکومتی تنظیموں اور اداروں، نیز ریاستی اداروں، ایجنسیوں اور دفاتر کے ساتھ تعاون کرے گی جو تمام افراد کو جبری گمشدگیوں سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

2۔ اپنے امور کی انجام دہی کے سلسلے میں کمیٹی بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدات سے قائم ہونے والے اداروں خاص طور پر شہری و سیاسی حقوق کے بین الاقوامی میثاق کی تشکیل کردہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کے ساتھ مشاورت کرے گی تاکہ اُن کے متعلقہ مشاہدات

اور سفارشات میں استقامت کو یقینی بنایا جا سکے۔

شق نمبر 29

1۔ ہر فریق ریاست اس میثاق کے نفاذ کے دو برس کے اندر کمیٹی کو ایک رپورٹ پیش کرے گی جس میں وہ اس میثاق کے تحت خود پر عائد فرائض کی انجام دہی کے لیے کیے گئے اقدامات کا ذکر کرے گی۔

2۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل تمام فریق ریاستوں کو یہ رپورٹ فراہم کریں گے۔

3۔ کمیٹی رپورٹ کا جائزہ لے گی اس پر مناسب آراء، مشاہدات اور سفارشات پیش کرے گی۔ متعلقہ فریق ریاست کو اُن آراء، مشاہدات اور سفارشات سے مطلع کیا جائے گا جو اپنے طور پر یا کمیٹی کی درخواست پر اُن پر ردِ عمل ظاہر کرے گی۔

4۔ کمیٹی فریق ریاستوں کو اس میثاق کے نفاذ کے متعلق اضافی معلومات فراہم کرنے کی درخواست بھی کر سکتی ہے۔

شق نمبر 30

1۔ گمشدہ فرد کے رشتہ دار یا اُن کے قانونی نمائندے، اُن کا وکیل یا نیابت شدہ فرد، نیز اِس معاملے میں کوئی بھی جائز مفاد رکھنے والا فرد جبری گمشدہ فرد کی فوری بازیابی کی دخواست کر سکتا ہے۔

2۔ اگر کمیٹی سمجھے کہ اس شق کے پیراگراف 1 کے تحت فوری اقدام کی درخواست:

(الف) بُنیادی طور پر بے بُنیاد نہیں ہے؛

(ب) ایسی درخواستوں کے اندراج کے حق کے ناجائز استعمال کا باعث نہیں بن رہی؛

(ج) جہاں کہیں موقع موجود تھا، متعلقہ فریق ریاست کے مجاز اداروں کو پہلے ہی باضابطہ درخواست جمع کروائی گئی تھی؛

(د) اس میثاق کی دفعات سے غیر ہم آہنگ نہیں؛ اور

(ہ) عالمی تحقیقات کے تحت یہ معاملہ زیرِ غور نہیں آیا تھا

کمیٹی متعلقہ فریق ریاست سے درخواست کرے گی کہ وہ کمیٹی کی مقرر کردہ مدت کے اندر مذکورہ افراد کی حالتِ زار کے بارے میں معلومات فراہم کرے

3۔ اس شق کے پیراگراف 2 کی مطابقت میں متعلقہ فریق ریاست کی فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں کمیٹی فریق ریاست کو سفارشات کر سکتی ہے بشمول اس درخواست کے کہ اس میثاق کی روشنی میں متعلقہ فرد کا سراغ لگانے اور اس کے تحفظ کے لیے عارضی اقدامات سمیت تمام ضروری اقدامات کیے جائیں اور صورتحال کی ہنگامی نوعیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کمیٹی کو ایک خاص مقررہ مدت میں کیے گئے اقدامات سے مطلع کیا جائے۔ کمیٹی فوری اقدام کی درخواست کرنے والے فرد کو اپنی سفارشات اور ریاست کی جانب سے فراہم کردہ معلومات سے آگاہ کرے گی۔

4۔ گمشدہ فرد کی حالتِ زار معلوم نہ ہونے تک کمیٹی متعلقہ فریق ریاست کے ساتھ کام کرنے کی کاوشیں جاری رکھے گی۔ درخواست دہندہ کو مطلع رکھا جائے گا۔

شق نمبر 31

1۔ ایک فریق ریاست اس میثاق کی توثیق کرنے کے وقت یا بعد ازاں یہ اعلان کر سکتی ہے کہ وہ کمیٹی کے اس اختیار کو تسلیم کرتی ہے کہ کمیٹی اُس ریاست کے دائرہ اختیار کے تابع ایسے افراد کی جانب سے یا اُن کے ایماء پر یہ شکایت سُن سکتی ہے کہ فریق ریاست نے اس میثاق کی دفعات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اُن کے حقوق کو متاثر کیا ہے۔

کمیٹی مذکورہ اعلان نہ کرنے والی ریاست سے متعلقہ شکایت وصول نہیں کرے گی۔

2۔ کمیٹی شکایت کو ناقابلِ قبول ٹھہرائے گی اگر

(الف) شکایت گمنام ہے

(ب) اگر یہ شکایت کے اندراج کے حق کی ناجائز استعمال کے زمرے میں آتی ہے یا اس میثاق کی دفعات کے ساتھ ہم آہنگ نہیں؛

(ج) اِس معاملے کو عالمی تحقیقات کے کسی دوسرے طریقہ کار کے تحت زیرِ غور لایا جا رہا ہو؛ یا جہاں

(د) ملکی سطح پر دادرسی کے تمام دستیاب شدہ مؤثر ذرائع استعمال نہیں کیے گئے۔ اِصول کا اطلاق وہاں نہیں ہوگا جہاں دادرسی کے لیے درخواست کا طریقہ کار نہایت طویل ہو۔

3۔ اگر کمیٹی سمجھتی ہے شکایت اس شق کے پیراگراف 2 میں درج شرائط پر پورا اترتی ہے تو وہ یہ شکایت متعلقہ فریق ریاست کو ارسال کرے گی اور اُس سے درخواست کرے گی کہ وہ کمیٹی کی مقرر کردہ میعاد کے اندر کمیٹی کو اپنی آراء اور مشاہدات سے آگاہ کرے۔

4۔ شکایت کی موصولی کے بعد اور اُس کے معیار کا فیصلہ کرنے سے قبل کسی بھی وقت کمیٹی متعلقہ فریق ریاست کو فوری توجہ طلب درخواست ارسال کر سکتی ہے کہ فریق ریاست مبینہ خلاف ورزی اے متاثرین کو ممکنہ ناقابلِ تلافی نقصان سے بچانے کے لیے ضروری عارضی اقدامات کرے۔ اگر کمیٹی اپنا صوابدیدی اختیار استعمال کرتی ہے تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ شکایت کے معیار کا تعین کر لیا گیا ہے۔

5۔ موجودہ شق کے تحت شکایات کا جائزہ کمیٹی کے بند اجلاسوں میں لیا جائے گا۔ کمیٹی شکایت دہندہ کو فریق ریاست کے فراہم کردہ ردِ عمل سے آگاہ کرے گی۔ جب کمیٹی اِس عمل کو حتمی شکل دینے کا فیصلہ کرے گی تو وہ فریق ریاست اور شکایت دہندہ کو اپنی آراء سے آگاہ کرے گی۔

شق نمبر 32

ایک فریق ریاست کسی بھی وقت کمیٹی کے اس اختیار کو تسلیم کرنے کا اعلان کر سکتی ہے کہ کمیٹی ایسی شکایات وصول کر سکتی اور ان پر غور کر سکتی ہے جن میں کسی فریق ریاست کا یہ دعویٰ ہو کہ کسی دوسری فریق ریاست اس میثاق کے تحت اپنے فرائض ادا نہیں کر رہی۔ کمیٹی کسی ایسی فریق ریاست کے خلاف شکایت وصول نہیں کرے گی جس نے یہ اعلان نہیں کیا ہوگا اور نہ ہی کسی ایسی فریق ریاست کی طرف سے شکایت وصول کرے گی جس نے یہ اعلان نہیں کیا ہوگا۔

شق نمبر 33

1۔ اگر کمیٹی کو باوثوق معلومات موصول ہوتی ہیں کہ کوئی فریق ریاست اس میثاق کی خلاف ورزی کر رہی ہے تو وہ متعلقہ فریق ریاست سے مشاورت کے بعد اپنے ایک یا زائد اراکین کو درخواست کر سکتی ہے کہ وہ مذکورہ ریاست کا فوری دورہ کریں اور کمیٹی کو واپس رپورٹ بھیجیں۔

2۔ کمیٹی متعلقہ فریق ریاست کو دورے کے متعلق آگاہ کرے گی اور اُسے وفد کی تشکیل اور دورے کے مقصد کے بارے میں بھی بتائے گی۔ فریق ریاست مناسب وقت کے اندر کمیٹی کو اپنے جواب سے مطلع کرے گی۔

3۔ فریق ریاست کی پُر زور درخواست پر کمیٹی دورے کے التواء یا تنسیخ کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

4۔ اگر فریق ریاست دورے سے اتفاق کرتی ہے تو کمیٹی اور فریق ریاست دونوں دورے کی تفصیلات طے کرنے کے لیے مل کر کام کریں گی اور فریق ریاست کمیٹی کو تمام مطلوبہ سہولیات فراہم کرے گی تاکہ دورہ کامیابی کے ساتھ تکمیل پذیر ہو۔

5۔ دورے کے بعد، کمیٹی فریق ریاست کو اپنے مشاہدات اور سفارشات سے آگاہ کرے گی۔

شق نمبر 34

اگر کمیٹی کو ایسی معلومات موصول ہوں جن میں اس بات کے ٹھوس شواہد موجود ہوں کہ کسی فریق ریاست کے ماتحت علاقے میں جبری گمشدگی کی سرگرمی وسیع یا منظم بنیادوں پر

جاری ہے تو یہ اس فریق ریاست سے تمام متعلقہ معلومات حاصل کرنے کے بعد اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کے ذریعے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو فوری طور پر اس معاملے سے آگاہ کرسکتی ہے۔

شِق نمبر 35

1۔ ایسی جبری گمشدگیاں جن کا ارتکاب اس معاہدے کے نفاذ کے بعد کیا گیا ہو ان کی سماعت کے اختیارات محض کمیٹی کو حاصل ہوں گے۔

2۔ اگر کوئی ریاست اس میثاق کے نفاذ کے بعد اس میں شریک ہوتی ہے تو کمیٹی سے وابستہ ریاست کی ذمہ داریاں اُس پر میثاق کے اطلاق کے بعد پیش آنیوالی جبری گمشدگیوں تک محدود ہوں گی۔

شِق نمبر 36

1۔ اس معاہدے کے تحت کمیٹی اپنی سرگرمیوں سے متعلق ایک سالانہ رپورٹ فریق ریاستوں اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو جمع کرائے گی۔

2۔ سالانہ رپورٹ میں کسی فریق ریاست کے بارے میں کوئی تبصرہ شائع کرنے سے پہلے متعلقہ فریق ریاست کو پیشگی اطلاع دی جائے گی اور اسے اس کا جواب دینے کے لئے مناسب وقت دیا جائے گا۔ یہ فریق ریاست رپورٹ میں اپنی آراء یا مشاہدات شائع کرنے کی درخواست کرسکتی ہے۔

حصہ سوئم

شِق نمبر 37

اس معاہدے کا کوئی بھی حصہ ایسی کسی بھی شِقوں پر اثر انداز نہیں ہوگا جو تمام افراد کے جبری گمشدگیوں سے تحفظ کا باعث ہوں اور جو:

(الف) کسی فریق ریاست کے قانون میں شامل ہوں

(ب) اس فریق ریاست کے لئے نافذ العمل بین الاقوامی قانون میں شامل ہوں

شِق نمبر 38

1۔ اس معاہدے پر اقوام متحدہ کی تمام رکن ریاستیں دستخط کرسکتی ہیں۔

2۔ اس معاہدے کا انحصار اقوام متحدہ کی تمام رکن ریاستوں کی توثیق پر ہے۔ توثیق کی دستاویزات اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کو جمع کرائی جائیں گی۔

3۔ اقوام متحدہ کی تمام رکن ریاستیں اس معاہدے پر رضامندی ظاہر کرسکتی ہیں۔ اس کے لئے اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کو رضامندی کی دستاویز جمع کرانا ہوگی۔

شِق نمبر 39

1۔ یہ معاہدہ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کو توثیق یا رضامندی کی بیسویں دستاویز جمع کرانے کی تاریخ کے تیسویں دن کے بعد نافذ العمل ہوگا۔

2۔ توثیق یا رضامندی کی بیسویں دستاویز جمع کرانے کے بعد اس معاہدے کی توثیق یا اس پر رضامندی ظاہر کرنے والی ہر ریاست کے لئے یہ معاہدہ اس ریاست کی توثیق یا رضامندی کی دستاویز جمع ہونے کے تیسویں دن نافذ العمل ہوگا۔

شِق نمبر 40

اقوام متحدہ کی تمام فریق ریاستیں اور وہ تمام ریاستیں جنہوں نے اس معاہدے کی توثیق کی ہو یا اس پر رضامندی ظاہر کی ہو، اقوام متحدہ کا سیکریٹری جنرل انہیں مندرجہ ذیل کی اطلاع دے گا:

(الف) آرٹیکل 38 کے تحت دستخط، توثیق اور رضامندی؛

(ب) آرٹیکل 39 کے تحت اس معاہدے کے نفاذ کی تاریخ۔

شِق نمبر 41

اس معاہدے کی شقوں کا کسی قسم کی پابندیوں اور استثنا کے بغیر وفاقی ریاستوں کے تمام حصوں پر اطلاق ہوگا۔

شِق نمبر 42

1۔ دو یا اس سے زائد ریاستوں کے درمیان اس معاہدے کی تشریح سے متعلق کوئی بھی تنازعہ جسے مذاکرات یا اس معاہدے میں دیے گئے طریقہ کار کے ذریعے حل نہ کیا جاسکے، اسے ان میں سے کسی ایک ریاست کی درخواست پر ثالثی کے لئے پیش کیا جائے گا۔ اگر ثالثی کی درخواست کئے جانے کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر فریقین ثالثی کے طریقہ کار پر متفق نہیں ہو پاتے تو پھر ان میں سے کوئی بھی فریق عدالت کے آئین کی مطابقت میں درخواست دیتے ہوئے اس معاملے بین الاقوامی عدالت برائے انصاف کے سپرد کرسکتا ہے۔

2۔ کوئی بھی ریاست اس معاہدے پر دستخط کرتے وقت یا اس پر رضامندی ظاہر کرتے وقت یہ اعلان کرسکتی ہے کہ وہ خود کو اس آرٹیکل کے پیراگراف نمبر 1 کا پابند نہیں سمجھتی۔ کسی بھی فریق ریاست کی جانب سے ایسا اعلان کئے جانے کے حوالے سے دیگر فریق ریاستیں اس شِق کے پیراگراف نمبر 1 کی پابند نہیں ہوں گی۔

3۔ کوئی بھی فریق ریاست جس نے اس شِق کے پیراگراف نمبر 2 کے مطابق ایسا اعلان کر رکھا ہو وہ کسی بھی وقت اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو اطلاع دے کر اس اعلان سے دستبردار ہوسکتی ہے۔

شِق نمبر 43

یہ معاہدہ انٹرنیشنل ہیومینیٹیرین لاء کی شقوں کے علاوہ 12 اگست 1949ء کے چار جنیوا معاہدوں اور 8 جون کے دو اضافی معاہدوں کی توثیق کرنے والے فریقین کی ذمہ داریوں، یا کسی بھی فریق ریاست کو دستیاب ایسے موقعے کے لئے نقصان دہ نہیں ہے جس کے تحت وہ ریاست ان حالات میں ریڈ کراس کی بین الاقوامی کمیٹی کو حراستی مراکز کا دورہ کرنے کا اختیار دے سکتی ہے جو انٹرنیشنل ہیومینیٹیرین لاء کے دائرہ کار میں نہ آتے ہوں۔

شِق نمبر 44

1۔ اس معاہدے کی کوئی بھی فریق ریاست کوئی ترمیم تجویز کر کے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو جمع کراسکتی ہے۔ بعد ازاں سیکرٹری جنرل فریق ریاستوں کو اس مجوزہ ترمیم کے بارے میں بتائے گا اور درخواست کرے گا کہ وہ اس بات کی نشاندہی کریں کہ آیا وہ اس ترمیم پر سوچ بچار کرنے اور اس پر ووٹنگ کے لئے ایک اجلاس کی حمایت کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر اس اطلاع کی تاریخ کے پہلے چار ماہ کے اندر کم از کم ایک تہائی فریق ریاستیں ایسے اجلاس کی حمایت کریں تو سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کے زیر اہتمام اجلاس کا انعقاد کرے گا۔

2۔ اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل اجلاس میں موجود فریق ریاستوں کی جانب سے ووٹنگ کے ذریعے دو تہائی اکثریت سے منظور کردہ کوئی بھی ترمیم منظوری کے لئے تمام فریق ریاستوں کو جمع کرائے گا۔

3۔ اس شِق کے پیراگراف نمبر 2 کے مطابق منظور کی گئی ترمیم اس وقت نافذ العمل ہوگی جب اس معاہدے کی دو تہائی فریق ریاستوں نے اپنے متعلقہ آئینی طریق ہائے کار کے مطابق اس کی منظوری دی ہو۔

4۔ ان ترامیم کے نفاذ کے بعد وہی فریق ریاستیں اس کی پابند ہوں گی جنہوں نے اس کی منظوری دی ہو، دیگر فریق ریاستیں اس معاہدے کی شقوں اور ان ترامیم کی پابند ہوں گی جن کی انہوں نے اس سے پہلے منظوری دی ہو۔

شِق نمبر 45

1۔ اس معاہدے کے عربی، چینی، انگریزی، فرانسیسی، روسی اور ہسپانوی زبان کے متن مساوی طور پر معتبر ہیں، جو اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کو جمع کرائے جائیں گے۔

2۔ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل اس معاہدے کی تصدیق شدہ نقول ان تمام ریاستوں میں تقسیم کریں گے جن کا حوالہ شِق 38 میں دیا گیا ہے۔

افکار کا خزانہ

حارث خلیق

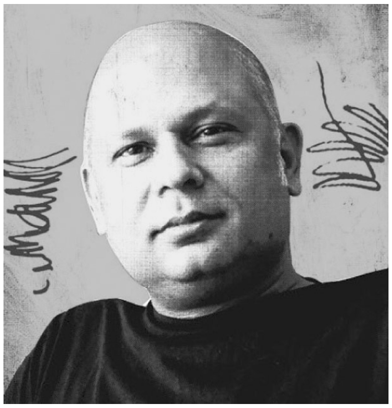

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا نے بالآخر ہمارے نقشِ قدم پہ چلنا شروع کر دیا ہے۔ جیسا کہ پاکستان کے ساتھ کئی عشروں سے ایک تواتر کے ساتھ ہو رہا ہے — چند وقفوں کے ساتھ جو صرف سوچنے کی حد تک ہیں — دنیا کے بیشتر ممالک بڑی تیزی کے ساتھ افکار کی حصار بندی کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ اس رجحان کو صرف ان حکومتوں و ریاستوں کے پاسبان ہی فروغ نہیں دے رہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی ان معاشروں کے خودفریبی اور قدامت پسندی میں مبتلا دانشور بھی کر رہے ہیں۔

لوگوں کو ایسے حقائق اور آزادانہ سوچ سے دور رہنے کی ترغیب دی جاتی ہے جو انہیں خاص طور پر چنے گئے سیاسی و مذہبی عوامیت پسندی کی پیدا کردہ دنیا سے باہر نکلنے پر اُکسا سکتی ہو۔ ذرائع ابلاغ اور علمی آزادیوں پر حالیہ حملہ جس کے پیچھے تجارتی مشکلات اور سیاسی جبر کا ہاتھ ہے، کی بدولت حصّار بندی، خوف، انکار اور اپنی ذات میں گھسنے کا عمل اور تیز ہوگا۔

جمہوریت اور تنوع واضح شکست کا سامنا کر رہے ہیں۔ البتہ، اچھے طریقے سے ارتقاء پذیر کچھ سیاسی نظاموں والے ممالک میں ابھی بھی واپس پلٹنے کی صلاحیت ہے۔ ہمارا مقدمہ مختلف ہوسکتا ہے جہاں افکار کی دنیا اور سیاست کے میدانوں میں طویل، مشکل جنگیں لڑنا ابھی باقی ہیں۔ ان حالات میں، جو کرنے کی چیز ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنے بہترین دماغوں سے معلومات، علم، افکار اور آراء کے خزانے حاصل کریں تاکہ آج کے دور میں غالب تاریخ کے بیانیے اور سیاست کا مقابلہ کیا جا سکے۔ آنے والی نسلوں کے لیے، یہ خزانے افکار اور بصیرت کے روشن راستے چھوڑ جائیں گے، جن سے غور و فکر کی استعداد والے دماغ مستفید ہوسکیں گے۔

زمان خان نے ایسا ہی ایک خزانہ 60 سے زائد انٹرویوز کو مرتب کر کے پیدا کیا ہے۔ اپنے ہم عصر لوگوں، اپنے سے کم عمر یا زائد عمر لوگوں کے انٹرویو کر کے، جنہوں نے بیسویں صدی کے آخری نصف یا اس صدی کے پہلے دو عشروں کے دوران اپنے افکار سے ہمیں روشنی یا تحریک دی ہے۔ انٹرویوز کا یہ مجموعہ، متبادل وژن: دانش کی آوازیں Alternative Vision: Voices of Reason (576 صفحات پر پھیلا ہوا ہے جسے اسلام آباد میں واقع ایک غیر منافع بخش، نظریاتی لحاظ سے ترقی پسند اشاعتی ادارے بدلتی دنیا نے شائع کیا ہے۔

خان نے یہ انٹرویوز گذشتہ کئی برسوں کے دوران، انگریزی زبان کی ایک مقامی پریس کے لیے کیے تھے۔ ان کو مرتب کرنے کے لیے انہیں صرف وقت درکار تھا۔ فن و ادب کے لیے اشتیاق، جنوبی ایشیا کی قدیم و جدید تاریخ کے لیے جذبے، اور سیاست، انسانی حقوق اور امن کی تحریکوں میں شدید عمل دخل رکھنے کی بدولت وہ کئی میدانوں میں اعلیٰ مہارت کی حامل شخصیت ہیں۔ انہوں نے کتاب کو اپنے مربوط، مگر پھیلے ہوئی دلچسپیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

خان نے طالبعلم رہنما، ٹریڈ یونینسٹ، سیاسی کارکن، امن کے داعی، مصنف اور انسانی حقوق کے دفاع کار کی حیثیت سے بھرپور زندگی بسر کی ہے۔ انہوں نے ماضی کی آمرانہ حکومتوں میں جیلیں بھی کاٹیں اور جُرمانے بھی بھرے۔ جن معاملات نے انہیں ساری زندگی بے چین کیے رکھا وہ امتیازی سلوک، پاکستان و ہندوستان کے بیچ امن کا فقدان، اپنے آبائی پنجاب کے ثقافتی واور زبان سے متعلقہ حقُوق، اور برطانوی ہندوستان کی تقسیم اور اس کے بعد سرحد کے دونوں اطراف عام لوگوں کو پیش آنے والے المناک دُکھ تھے۔ ایک حد تک، ان کے تحفظات کا اظہار ان کے بعض — تمام نہیں — چناؤ جن کے انہوں نے انٹرویو کیے تھے، سے اور ان سے کیے گئے کچھ سوالات سے ہوگیا ہے۔ مگر انہوں نے سوالات اٹھاتے وقت اپنے دیانتدارانہ تجسس اور کسر نفسی کو برقرار رکھ کر اپنے دانشورانہ وقار پر سمجھوتہ نہیں کیا۔ نہ ہی انٹرویوز دینے والوں کے جوابات کے ساتھ چھیڑ چھاڑ ہوئی ہے۔ خان کی تحاریر اور تقاریر کی بدولت ان کے نظریاتی خیالات سے شناسائی کی بدولت میں یہ دعویٰ کچھ حد تک یقین سے کرسکتا ہوں۔

کتاب کے پہلے حصّے میں جو 24 انٹرویوز پر مشتمل ہے، ہم خان کو امرتا پریتم اور عبداللہ حسین سے افضل احسن رندھاوا اور شمس الرحمان فاروقی تک جیسے فنکاروں اور مصنفین سے محو گفتگو پاتے ہیں۔ ہمیں سندھی اور اردو سے لے کے سویڈش اور بنگلہ زبانوں کے کئی اہم ہم عصر مصنفین جو مختلف براعظموں میں مقیم ہیں، سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ نصرت فتح علی خان، جو خان ہی کی طرح فیصل آباد میں مقیم تھے، کے ساتھ ہونے والی ایک دلچسپ گفتگو بھی کتاب کا حصہ ہے۔

کتاب کے اگلے حصّے میں، حمزہ علوی سے رومیلا تھاپر اور جین لوک ریسائن سے تاتیانا اورانسکیا تک، جنوبی ایشیا، فرانس، برطانیہ، سویڈن، ترکی، امریکہ اور روس سے تعلق رکھنے والے 20 نامور تاریخ دانوں اور سماجی سائنسدانوں نے اپنی علمی کھوجوں اور نتائج جن تک وہ پہنچ پائے اور جن تک نہ پہنچ پائے، کے بارے میں علم افروز انٹرویوز دیے۔ مجھے تاریخ کے امریکی پروفیسر اوڈرے ٹروشکے کا ادب اور تاریخ پر فطری رشتہ اور سنسکرت اور ایران کے مابین ثقافتی تبادلوں پر کیا گیا کام خاص طور پر پسند آیا ہے۔ وہ اورنگزیب: آدمی اور افسانہ، جس نے پاکستان اور ہندوستان، دونوں ممالک میں بحث چھیڑ دی ہے، کی مصنف بھی ہیں۔

کتاب کے آخری حصّے میں پاکستان، افغانستان، آسٹریا اور برطانیہ سے تعلق رکھنے والے سیاستدانوں اور انسانی حقوق کے کارکنوں کے 21 انٹرویوز ہیں۔ پاکستانی سیاستدان جن کے خان نے انٹرویو کیے، زیادہ تر ترقی پسند نظریے کے حامی ہیں، مگر وفاقیت اور قومی حقوق کے متعلق مختلف آراء رکھتے ہیں۔ قاضی حسین احمد، اس وقت کے جماعت اسلامی کے امیر کا عورتوں کے بارے میں کیا گیا ایک انٹرویو استثنیٰ ہے۔ دیگر انٹرویوز کا سلسلہ اعتزاز احسن سے امام علی نازش اور عاصمہ جہانگیر سے آسٹریا سے تعلق رکھنے والے مگراب اٹلی میں مقیم، اقلیتوں کے حقوق کے کارکن گنتھر راوٹز تک پھیلا ہوا ہے۔ جب خان پاکستانی اور ہندوستانی مارکسی سیاستدانوں سے گفتگو کرتے ہیں تو آپ کو ان کے سوالات میں ایک خاص جوش و ولولہ نظر آئے گا۔ ان کی شدید خواہش ابھر کر سامنے آجاتی ہے — ہمیں جابرانہ اور ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام جس میں ہم رہتے ہیں، سے آزاد کرنے کی خواہش۔

میرے دل کو جو سب سے زیادہ بھایا ہے وہ کتاب کا پہلا حصّہ ہے۔ اس کی بنیادی وجہ فن اور ادب کی طرف میرا خاص جھکاؤ ہوسکتا ہے مگر اس سے بھی زیادہ، اس کا سبب جذبے کی حقانیت ہے جس کے ساتھ یہ فنکار بولے ہیں۔ شاعرہ نسرین انجم بھٹی نے کچھ ایسا شاندار کہا ہے جو ذکر کرنے کے لائق ہے۔ جب خان نے ان سے کہا کہ وہ پاکستان کے ثقافتی منظرنامے کو کس طرح دیکھتی ہیں تو وہ برجستہ بولیں: "ہم ایک ایسے ملک کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں جہاں اونٹ اور گھوڑے تو رقص کرسکتے ہیں، مگر انسان نہیں۔"

مصنف ایک شاعر اور لکھاری ہیں، اور آجکل ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے سیکرٹری جنرل کے عہدے پر براجمان ہیں۔ (انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

ہجرت کی تلخ داستان اور آئی اے رحمان

اختر بلوچ، ڈاکٹر توصیف احمد

آئی اے رحمان کا شمار پاکستان کے نامور روشن خیال و ترقی پسند صحافیوں، لکھاریوں اور انسانی حقوق کے علمبرداروں میں ہوتا ہے۔ وہ اور ان کے خاندان نے قیامِ پاکستان کے موقع پر بہت زیادہ صعوبتیں اور مظالم سہے۔ اس دوران ان کے خاندان کے بے شمار لوگوں کو اپنی جانوں سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔ اس حوالے سے آئی اے رحمان اور ان کے خاندان پر ہونے والے مظالم کی کہانی کچھ یوں ہے۔

ہندوستان میں آئی اے رحمان کا گاؤں

آئی اے رحمان کا خاندان ضلع گڑگاؤں کے قصبہ حسن پور میں مغل بادشاہ ہمایوں کے دور میں آباد ہوا۔ یہ گاؤں ایک بلوچ سردار نے آباد کیا تھا۔ اس گاؤں میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد آباد تھی۔

تقسیمِ ہند کے وقت مسلمانوں اور ہندوؤں کی آبادی تقریباً مساوی تھی۔ گاؤں کی آبادی کے بیشتر افراد کا ذریعہ معاش کاشت کاری تھا۔ اگرچہ بعض افراد کے پاس وسیع قطعات اراضی تھے لیکن جاگیردار کوئی نہ تھا۔ ہندوستان میں مغل سلطنت کے زوال کے بعد مسلمان دہلی کے معاملات سے دور ہو گئے تھے۔ 1857ء کی جنگِ آزادی میں جب شورش نے مختلف علاقوں میں زور پکڑا تو گڑگاؤں کے باسی بھی اس سے محفوظ نہ رہے۔ اس گاؤں کے رہنے والوں نے بھی جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اس گاؤں کے رہنے والے کچھ افراد پکڑے جانے کے بعد پھانسی پر بھی چڑھا دیے گئے۔ برطانوی راج سے نفرت نے حسن پور کے باسیوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا جس کی وجہ سے یہاں کے رہنے والے انگریزوں سے دور رہتے تھے اور ان کے دلوں میں انگریزوں کے خلاف نفرت کے جذبات پل رہے تھے۔

گاؤں کے باسیوں نے انگریزوں کی حکومت میں انتظامی عہدوں میں شمولیت سے بھی اپنی بیزاری کا اظہار کیا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ حسن پور کے باسیوں کو اسلحے کے لائسنس جاری کرنے پر انگریزی راج نے پابندی عائد کر رکھی تھی۔ یہ گاؤں اس وجہ سے اسلحے سے پاک تھا۔

گاؤں میں رواداری کے کلچر کی جڑیں بہت مضبوط تھیں۔ لوگ ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے جس میں مذہب و نسل کی تفریق نہیں تھی۔ آئی اے رحمان کہتے ہیں کہ ’ایک بار گاؤں کی مسجد سے گھنٹہ چوری ہو گیا تو پورا گاؤں حیرت میں مبتلا تھا۔ اس گھنٹے کی چوری نے باقاعدہ ایک ضرب المثل کی شکل اختیار کر لی‘۔

تقسیمِ ہند کے فسادات

ہندوستان کے دیگر علاقوں کی طرح حسن پور بھی تقسیمِ ہند کے وقت فسادات کی لپیٹ میں آ گیا۔ فسادات کی آگ نے حسن پور کو بھی بُری طرح متاثر کیا۔ صدیوں سے رواج پانے والا رواداری کا کلچر راتوں رات تحلیل ہو گیا۔ ہندو اور مسلمان جو ایک دوسرے کے پڑوس میں صدیوں سے پُرامن زندگی گزار رہے تھے ایک دوسرے کے خُون کے پیاسے ہو گئے۔

پنجاب میں فسادات کی شروعات راولپنڈی سے ہوئی جہاں سے ہندوؤں اور سکھوں نے راہِ فرار اختیار کیا۔ راولپنڈی سے شروع ہونے والے فسادات کی آگ نے قریبی ضلع جہلم کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ فسادات سے متاثرہ ہندو اور سکھ جب گڑگاؤں، امرتسر، انبالہ، گورداس پور اور اطراف کے علاقوں میں پہنچے تو فسادات کی آگ نے ان علاقوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

> **تقسیمِ ہند کے وقت مسلمانوں اور ہندوؤں کی آبادی تقریباً مساوی تھی۔ گاؤں کی آبادی کے بیشتر افراد کا ذریعہ معاش کاشت کاری تھا۔ اگرچہ بعض افراد کے پاس وسیع قطعات اراضی تھے۔**

اگست 47ء کا مہینہ حسن پور گاؤں کے لیے پُرسکون رہا لیکن ستمبر کے مہینے کے آغاز کے ساتھ ہی فسادات نے حسن پور گاؤں میں پنجے گاڑنا شروع کر دیے۔ سیکڑوں جنونیوں نے حسن پور گاؤں کو گھیر لیا۔ وہاں ایک تھانہ بھی قائم تھا جہاں پولیس اہلکاروں کی ایک مناسب نفری موجود رہتی تھی۔

تقسیمِ ہند کے بعد بھارت ایک الگ ملک کے طور پر قائم ہوا تو سردار ولبھ بھائی پٹیل اس کے وزیر داخلہ مقرر ہوئے۔ سردار پٹیل نے پولیس کے محکمے میں ایسے پولیس افسروں کو تعینات کر دیا جو متعصب اور مسلمان دشمنی میں رنگے ہوئے تھے۔ فسادات میں بچ جانے والوں میں سے بعض نے بتایا کہ بلوائیوں نے حسن پور گاؤں پر حملہ کرنے کے لیے پہلے پوری طرح تیاری کی اور اس حملے کے لیے ایک فضا بھی تیار کی۔

آئی اے رحمان کہتے ہیں کہ اگرچہ حسن پور کے

مسلمانوں کے قریبی دیہاتوں کے اطراف میں بسنے والے لوگوں سے خوشگوار تعلقات تھے، لیکن دریائے جمنا کے پانی کی تقسیم کا ایک تنازعہ تھا اور 1940ء میں اسٹیبلشمنٹ کے کمشنر نے حسن پور کے مکینوں کے حق میں فیصلہ دیا جس کے بعد معاملہ حل ہو گیا تھا۔ مگر شاید بلوائیوں کو مالِ غنیمت لوٹنے کی امید تھی یا وہ جنون تھا جس نے پورے پنجاب کو لپیٹ میں لے لیا تھا۔

آئی اے رحمان کی بھانجی فاخرہ آفتاب کے والد، نانا، ماموں، چچا، خالائیں اور بہت سے ان گنت رشتہ دار اس فساد میں شہید ہوئے۔ وہ اپنے بھائی محمد شمیم اور چند قریبی رشتہ داروں کے ہمراہ پاکستان پہنچنے میں کامیاب ہوئی تھیں۔ وہ بچپن کی یادداشتوں پر زور دیتے ہوئے فسادات کے وقت کی صورتحال کچھ اس طرح بیان کرتی ہیں، ’بلوائیوں نے حسن پور کا کئی دنوں تک گھیراؤ کیے رکھا۔ حسن پور کے مکینوں کے پاس جدید اسلحہ نہیں تھا، شاید ایک دو بندوقیں تھیں اور قدیم نوعیت کے ہتھیار تھے۔ جب بلوائیوں کا گاؤں میں داخل ہونے کا امکان بڑھ گیا تو سارے خاندان والے نانا کی حویلی میں جمع ہوئے جہاں آخری معرکہ ہوا۔

’میری رشتہ کی بہن عائشہ بیگم کے شوہر خان محمد خان (مرحوم) کہتے تھے کہ حسن پور کے مکین بے جگری سے لڑے۔ یہ مقابلہ کئی دنوں تک جاری رہا۔ دہلی کا ایئرپورٹ حسن پور سے خاصہ نزدیک تھا۔ دہلی ایئرپورٹ سے پرواز کرنے والے طیارے کا پائلٹ کئی دنوں تک حسن پور کا منظر دیکھ رہا تھا، شاید یہ پائلٹ انگریز ہو گا۔ اس پائلٹ کے توجہ دلانے پر برطانوی فوج کے دستے حسن پور پہنچے اور یہ گھیراؤ ختم ہوا۔ فوجیوں نے زخمیوں کو اسپتال بھیج دیا اور گاؤں کے باقی افراد کو ٹرکوں میں بٹھا کر مہاجرین کے کیمپ میں بھجوا دیا‘۔

عائشہ بیگم کے مطابق، ’مقامی انتظامیہ نے راولپنڈی سے ہجرت کر کے آنے والے ایک ایسے پولیس افسر کو حسن پور تھانے کا ایس ایچ او مقرر کیا جس کے خاندان کے افراد ہندو مسلم فسادات کے دوران قتل ہو گئے تھے۔ اس پولیس افسر نے

اپنے انتقام کی آگ حسن پور کے باسیوں کے قتلِ عام سے بجھائی۔ یوں حسن پور کے مکین ایک مال گاڑی میں سوار ہوئے اور پھر ان مکینوں کا ایک اور خوفناک سفر شروع ہوا۔

ایک کٹھن سفر

'پنجاب میں ہر طرف بربریت کا راج تھا۔ ریل گاڑیوں کے ڈبے انسانی لاشوں سے اٹے ہوئے تھے۔ ریل کی پٹڑی کے دونوں طرف لاشیں بکھری ہوئی نظر آتی تھیں۔ بلوائی ریل گاڑیوں پر منظم انداز میں حملے کرتے تھے۔ اس مال گاڑی پر کئی دفعہ حملہ ہوا مگر حسن پور کے مکینوں کی اس دفعہ قسمت کچھ بہتر تھی۔ مال گاڑی کے ڈبوں کی دیواریں انہیں دور سے آنے والی گولیوں سے بچاتی رہیں۔ یہ مال گاڑی واہگہ سے ہوتی ہوئی ملتان کے راستے شجاع آباد پہنچ کر رک گئی۔

حسن پور کے باسیوں نے کافی دن مال گاڑی کے ڈبوں میں گزارے۔ یہ وہ وقت تھا جب بارشیں زوروں پر تھی، جس کی بناء پر وبائی بیماریاں پھیل گئی تھیں۔ حسن پور والے جب گاؤں سے نکلے تھے تو بہت معمولی سامان ساتھ لا سکے تھے۔ اس سامان کا بھی ایک حصہ راستے میں لٹ گیا، یوں موسم تبدیل ہونے اور مناسب کپڑے دستیاب نہ ہونے کی بناء پر بہت سے لوگ خاص طور پر بچے بیمار پڑ گئے۔

پھر کئی ہفتے بعد انتظامیہ نے شجاع آباد کے ان خالی مکانوں تک جہاں ان کی رسائی تھی وہاں ہندوستان سے آنے والے لٹے پٹے لوگوں کو آباد کیا۔ یہ بھی ایک المیہ تھا کہ آباؤ اجداد کے مکانات اور قبروں کو چھوڑ کر آنے والوں کو ان مکانات میں پناہ ملی جو بلوائیوں کے حملوں سے بچنے کے لیے چھوڑ گئے تھے'۔

میرے رشتے کے بھائی سعید احمد خان ایڈووکیٹ جن کے والد اور قریبی رشتہ دار اس فساد کی نذر ہو گئے تھے ان کے مطابق، 'حسن پور پر حملے اور ہلاکتوں کی ایف آئی آر حسن پور تھانے میں درج ہوئی تھی۔ جب فوج کے دستے حسن پور میں داخل ہوئے تو عبدالحکیم خان کے بھائی حاجی فضل الرحمٰن جن کی اہلیہ، بیٹی اور بیٹے شہید ہونے والوں میں شامل تھے، انہوں نے اپنے رشتہ داروں کی نمازِ جنازہ ادا کی اور تمام شہداء کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا'۔

آئی اے رحمان کے بھتیجے کاشف رند اپنے بزرگوں سے سنے ہوئے واقعات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ، 'بلوائیوں نے 3 دن تک حویلی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر شدید مزاحمت کی بناء پر یہ لوگ کامیاب نہ ہو سکے۔ حویلی کے ساتھ ہی اسکول تھا۔ حویلی میں موجود لوگوں نے حملہ آوروں کے ساتھ آنے والے کچھ ہندوؤں کو گرفتار کر کے حویلی کے نچلے حصے میں بند کر دیا تھا۔ ان لوگوں نے حویلی کے ساتھ ملحق اسکول کا دروازہ کھول دیا اور یوں بلوائی حویلی میں داخل ہوئے اور پھر حویلی کے مکینوں کا قتلِ عام ہوا'۔

آئی اے رحمان عبدالرحمان خان ایڈووکیٹ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم حسن پور کے اسکول میں حاصل کی۔ پھر اپنے والد کے پاس پل ول چلے گئے جہاں سے انہوں نے میٹرک کیا۔ آئی اے رحمٰن کے والد نے انہیں اعلیٰ تعلیم کے لیے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھیج دیا۔ آئی اے رحمان علی گڑھ یونیورسٹی میں انٹر سائنس کے طالب علم ہو گئے۔ علیگڑھ یونیورسٹی مسلم لیگ کا گڑھ تھی مگر یونیورسٹی میں کانگریس کے حامی اور کمیونسٹ پارٹی سے متاثر طالب علم بھی زیرِ تعلیم تھے۔

فیض احمد فیض کی زیرِ نگرانی آئی اے رحمان نے پاکستان ٹائمز کے قلمی صفحے کی ادارت سے اپنی پیشہ وارانہ زندگی کا آغاز کیا۔ آئی اے رحمان صحافیوں کی تنظیم پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس میں متحرک ہوئے۔

آئی اے رحمان اپنے والد کے خیالات سے آگاہ تھے، ان کی ملاقات کمیونسٹ پارٹی کے رہنما مطلبی فرید آبادی سے ہوئی تھی، یوں آئی اے رحمٰن علی گڑھ یونیورسٹی میں اپنی تعلیم کے آغاز پر ہی کمیونسٹ نظریے سے بندھ گئے تھے۔ جب حسن پور پر ہندو بلوائیوں نے حملہ کیا تو آئی اے رحمان علی گڑھ یونیورسٹی میں مقیم تھے۔ انہیں ایک سامان فروخت کرنے والے شخص کے ذریعے علم ہوا کہ حسن پور کے مکینوں کو بلوائیوں نے شہید کر دیا تھا۔

آئی اے رحمان نے گاؤں جانے کے لیے ہاسٹل کے وارڈن سے اجازت طلب کی مگر وارڈن نے مخدوش امن و امان کی صورتحال کی بناء پر انہیں ہاسٹل چھوڑنے کی اجازت نہیں دی۔ آئی اے رحمان کے پاس اخراجات کی رقم ختم ہو گئی تھی مگر ہاسٹل وارڈن نے ان سے کہا کہ اب سے یہ اخراجات طلب نہیں کیے جائیں گے۔ ایک ماہ بعد آئی اے رحمٰن کے والد عبدالرحمان ایڈووکیٹ فوجی ٹرک میں علی گڑھ آئے اور انہیں ساتھ لے گئے۔

آئی اے رحمان کو اپنے گھر والوں سے فسادات کی ہولناکی کا علم ہوا۔ آئی اے رحمٰن کے تایا عبدالحکیم خان کے بہت سے قریبی رشتہ دار شہید کر دیے گئے تھے۔ بہت سے قریبی رشتہ دار زخمی حالت میں تھے۔ یوں عبدالرحمان صاحب کی قیادت میں حسن پور کے مکین ایک مال گاڑی میں سوار کرائے گئے۔ اسٹیشن پر ایک بلوائی نے عبدالرحمان سے وہ تھیلی بھی چھین لی، جس میں بچا ہوا قیمتی زیور تھا۔

حسن پور کے مکینوں کو لانے والی مال گاڑی آگ اور خون کا راستہ طے کر کے لاہور اور ملتان سے گزرتی ہوئی شجاع آباد کے قصبے میں رک گئی۔ حسن پور کے مکینوں کا قافلہ شجاع آباد پہنچ گیا۔

پاکستان میں زندگی کا سفر

آئی اے رحمان نے لاہور کے اسلامیہ کالج سول لائنز سے سائنس میں گریجوشن کیا۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے فزکس میں ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ وہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں ترقی پسند طلبہ کے حلقہ اثر میں آ گئے تھے۔ انہوں نے دوسری جنگِ عظیم اور قومی و بین الاقوامی موضوعات پر خاصی کتابیں پڑھ رکھی تھیں۔ رحمٰن صاحب نے اپنا پہلا مضمون لاہور سے شائع ہونے والے اردو اخبار روزنامہ آفاق میں لکھا۔

رحمان صاحب نے شاید مطلبی فرید آبادی کے ایماء پر پاکستان ٹائمز میں شمولیت اختیار کی۔ اس وقت عظیم شاعر فیض احمد فیض پاکستان ٹائمز کے ایڈیٹر تھے۔ مظہر علی خان، احمد ندیم قاسمی، عبدالملک، سید سبطِ حسن، حمید اختر اور حمید ہاشمی کی قیادت میں ترقی پسند صحافت کے اہم ستون پاکستان ٹائمز اور روزنامہ امروز میں موجود تھے۔ بعد میں معروف دانشور سبطِ حسن ہفت روزہ لیل و نہار کے ایڈیٹر مقرر ہو گئے تھے۔

فیض احمد فیض کی زیرِ نگرانی آئی اے رحمان نے پاکستان ٹائمز کے قلمی صفحے کی ادارت سے اپنی پیشہ وارانہ زندگی کا آغاز کیا۔ آئی اے رحمان صحافیوں کی تنظیم پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس میں متحرک ہوئے۔

بعد ازاں فیض احمد فیض کو راولپنڈی سازش کیس میں ملوث کیا گیا اور مظہر علی خان پاکستان ٹائمز کے ایڈیٹر مقرر ہو گئے۔ وہ اس زمانے میں پاکستان ٹائمز کے اداریہ لکھنے والی ٹیم میں شامل ہوئے۔

آئی اے رحمان واحد مثال ہیں جنہوں نے قلمی صحافت سے اپنے کیریئر کا آغاز کیا مگر پھر قومی اور بین الاقوامی مسائل، کلچر، معیشت اور مزاحمتی تحریکوں پر اتھارٹی بن گئے۔ آئی اے رحمٰن بعد ازاں انسانی حقوق کے محاذ پر سرگرم ہوئے اور اس میں مدارج طے کرتے ہوئے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے سیکرٹری جنرل کے عہدے پر فائز ہوئے۔

اختر بلوچ سینئر صحافی، لکھاری، اور محقق ہیں۔ وہ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے کونسل ممبر ہیں۔ وہ سوشیالوجی پر کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

اقلیتوں کا طویل انتظار

آئی۔اے۔رحمان

خوش قسمتی سے، اقلیتوں کی حالت زار کا اندازہ لگانے کے لیے کسی طویل تحقیق کی ضرورت نہیں؛ ان کی حالت بدلنے کے لیے جو کچھ درکار ہے وہ پہلے سے عیاں ہے۔ پاکستان کی اقلیتیں کئی سالوں سے پاکستان کے سابق چیف جسٹس تصدق حسین جیلانی کے جون 2014ء کے فیصلے پر عملدرآمد کا مطالبہ کر رہی ہیں۔

اس فیصلے میں، اعلیٰ عدلیہ نے آٹھ ہدایات جاری کیں جن میں (i) مذہبی رواداری کے فروغ کے لیے حکمت عملی تشکیل دینے کے لیے ایک ٹاسک فورس قائم کرنے (ii) مذہبی اور سماجی رواداری میں اضافے کے لیے نصابی اصلاحات؛ (iii) میڈیا میں نفرت انگیز تقریر کی حوصلہ شکنی کے لیے اقدامات اور مجرموں کے خلاف کارروائی؛ (iv) اقلیتوں کے لیے ایک قومی کونسل کے قیام؛ (v) اقلیتوں کی عبادت گاہوں کے تحفظ کے حوالے سے ایک اسپیشل پولیس فورس کی تربیت؛ (vi) اقلیتوں کے لیے پانچ فیصد ملازمتی کوٹہ پر عمل درآمد؛ (vii) ہدایات کی تعمیل کو یقینی بنانے اور اقلیتوں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں کی شکایات کے حل کے لیے سپریم کورٹ کے ایک تین رکنی بنچ کے قیام پر زور دیا گیا تھا۔

ان میں سے کچھ (جیسے کہ مذہبی رواداری کے حوالے سے ایک ٹاسک فورس کا قیام، ملازمتی کوٹہ پر عمل درآمد، اور حقوق کی خلاف ورزی اور عبادت گاہوں کی بے حرمتی) پر فی الفور عمل درآمد کیا جاسکتا تھا، جبکہ نصابی اصلاحات اور ایک اسپیشل پولیس فورس کی تربیت کے لیے وقت درکار تھا۔ سپریم کورٹ کے ایک خصوصی بنچ نے فیصلے کے فوراً بعد کام شروع کر دیا اور اس نے حکومت سے کئی مرتبہ رپورٹس طلب کیں، لیکن شاید کام کے بوجھ کی وجہ سے اس کے کام کی رفتار متاثر ہوئی۔ عدالتی احکامات پر عمل درآمد میں حکومتی ناکامی سے مذہبی برادریوں میں مایوسی پیدا ہوئی۔

عدالتی احکامات پر عمل درآمد کا فریضہ سپریم کورٹ کے ایک بنچ کو سونپا گیا تھا جو اس فیصلے کے نمایاں پہلوؤں میں سے ایک ہے۔ دوسری بات یہ کہ اسے مذہبی اقلیتوں نے، کم از کم وقتی طور پر، اپنے حقوق کے میثاق کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ سول سوسائٹی کی تین تنظیموں نے انتظامیہ کی مسلسل سُست روی سے تنگ آکر سپریم کورٹ سے رجوع کیا تاکہ حکومت کو اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی پر آمادہ کیا جاسکے، اور چیف جسٹس آف پاکستان نے ڈاکٹر شعیب سڈل کا ایک رکنی کمیشن کے طور پر تقرر کیا تاکہ وہ عمل درآمد کے حوالے سے ہونے والی پیش رفت سے آگاہ کریں۔ تاہم اس کمیشن کا کام ضروری وسائل کے فقدان کی وجہ سے تعطل کا شکار ہے۔

ایک بشپ کی گواہی

دریں اثنا، پاکستان میں اقلیتوں کے جائز مقام سے لاہور کے بشپ امریطس ڈاکٹر الیگزینڈر جان ملک نے اپنی کتاب 'میرا پاکستان: ایک بشپ کی کہانی' میں ماہرانہ انداز سے گفتگو کی ہے۔

مصنف نے 'میرا پاکستان' کے الفاظ استعمال کیے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی مرضی سے اس ملک میں رہنے کا انتخاب کیا ہے۔ انہوں نے 1972 میں، کینیڈا میں اپنی پی ایچ ڈی کی تعلیم ترک کر دی کیونکہ گرجا نے ان سے پاکستان واپس آنے کی درخواست کی تھی۔ انہوں نے کینیڈا میں ٹھہرنے کے حوالے سے خاندانی دباؤ کا یہ کہتے ہوئے مقابلہ کیا کہ: ''پاکستان میرا ملک ہے۔ مجھے اپنے آقا اور پاکستان کے لیے وہاں جانا ہوگا۔''

> سپریم کورٹ کے ایک خصوصی بنچ نے فیصلے کے فوراً بعد کام شروع کر دیا اور اس نے حکومت نے کئی مرتبہ رپورٹس طلب کیں، لیکن شاید کام کے بوجھ کی وجہ سے اس کے کام کی رفتار متاثر ہوئی۔ عدالتی احکامات پر عمل درآمد میں حکومتی ناکامی سے مذہبی برادریوں میں مایوسی پیدا ہوئی۔

اس سوانح حیات میں، انہوں نے محض چند صفحات اپنی داستانِ حیات، 1980 میں لاہور میں بطور بشپ اپنے انتخاب، جب وہ چند دن بعد اپنی انتالیسویں سالگرہ منانے والے تھے، اور اس عہدے پر اپنی 32 سالہ زندگی کے لیے وقف کیے ہیں۔ کتاب کے بقیہ حصے میں انہوں نے بتایا ہے کہ پاکستان کی اقلیتوں نے اپنے ملک کے لیے کیا کیا ہے؛ اور انہیں قائداعظم کی جانب سے طے کیے گئے ریاست کے نصب العین سے انحراف کے باعث کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

قیام پاکستان میں مسیحی برادری کے کردار کو بیان کرتے ہوئے وہ خود کو مسیحیوں کی جانب سے پنجاب کی پاکستان میں شمولیت کے حق میں ووٹ دیے جانے تک محدود نہیں رکھتے، بلکہ وہ مختلف لکھاریوں کی جانب سے جمع کیے گئے شواہد پیش کرتے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ 1920ء اور 1930ء کی دہائی کے دوران کس طرح مسیحی برادری نے پنجاب کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا، پنجاب کی تقسیم کی مخالفت کی اور باؤنڈری کمیشن سے استدعا کی کہ ان کی گنتی مسلمانوں کے ساتھ کی جائے۔

پھر وہ تعلیم اور دفاع کے شعبوں میں مسیحی برادری کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہیں، اور دعویٰ کرتے ہیں کہ: "حسب تناسب، دفاع پاکستان میں مسیحی شہداء کی تعداد دیگر تمام لوگوں سے زیادہ ہے۔" اقلیتوں کی جانب سے پیش کی گئیں خدمات کے حوالے سے وہ کہتے ہیں کہ: "پاکستان کی 70 سالہ تاریخ میں، خاص طور پر ضیاء دور میں، آئین میں اسلامی شقوں کی شمولیت کے باعث اقلیتوں کی بطور شہری حیثیت قائداعظم کے پیش کردہ تصور سے یکسر تبدیل ہوگئی ہے۔" آئین میں، تعلیمی اداروں اور ملازمتوں میں اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک، اور توہین مذہب کے قانون کے باعث پیش آنے والے مصائب کا حوالہ دیتے ہوئے، مصنف 1997ء سے 2012ء کے دوران اقلیتوں کے خلاف تشدد کا مفصل ذکر کرتے ہیں۔

بشپ ملک کہتے ہیں کہ اقلیتوں کے حقوق میں تخفیف کے باوجود ''ملک کے لیے ان کی محبت اور اس کی خدمت کرنے کے عزم میں کسی بھی طور سے کمی نہیں آئی''۔ وہ معیشت اور ثقافت میں پارسی برادری کے کردار، اور تعلیم، صحت اور دفاع کے شعبوں میں مسیحی برادری کے کردار کا تذکرہ کرتے ہیں۔

بشپ کے لیے اپنے آقا کے لیے اپنی خدمات اور اپنے پاکستان کی خدمت کرنے کے عزم کے درمیان تصادم سے بچنا آسان نہیں تھا۔ جب 2001 میں، بہاولپور کے ایک گرجا میں درجنوں عبادت گزاروں کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا تو انہوں نے ریاست یا لوگوں کو اس ظلم کا ذمہ دار ٹھہرانے کی بجائے مسیحی زندگیوں کے ضیاع کو مذہب کے لیے ان کی قربانی قرار دیا۔ اسلام آباد میں سینٹ تھامس چرچ اور مری میں سینٹ ڈینیز ہائی اسکول کی تعمیر' اسے دو مرتبہ جلائے جانے کے بعد کے حوالے' سے ان کے اقدامات انتہا پسندوں کی جانب سے تباہ ہونے والے لڑکیوں کے اسکولوں کی فوری تعمیر نو میں ہماری ناکامی کے متضاد ہیں۔ اس میں ان مسلمان پاکستانیوں کے لیے ایک سبق ہے جنہیں اپنے عقیدے سے متعلق فرائض اور ریاست کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کے درمیان توازن برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔

بشپ ملک کی پاکستان کی مذہبی اقلیتی برادریوں کے بنیادی حقوق تسلیم کرنے کی استدعا قابل احترام ہے کیونکہ ان کا لہجہ مناسب، غیر جانبدارانہ اور اعتدال پسند ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان)

بھائی کب تک وراثتی جائیداد سے بہنوں کا حصہ کھاتے رہیں گے؟

مبشر مجید

پاکستان کا آئین و قانون عورت کو وراثتی حقوق دلانے کا پابند ہے۔لیکن اسی معاشرے میں بہن کا وراثتی حق مختلف حیلے بہانوں سے چھینا جھپٹا جاتا ہے۔ بہن کا وراثتی حق چھیننے کے لیے کبھی اُسے قتل، کبھی زور زبردستی، کبھی پیار اور صلح سے اور کبھی تو اس کی شادی قرآن تک سے کروادی جاتی ہے۔

وراثتی حق پر سگے بھائی کیسے خون کے پیاسے ہوجاتے ہیں اس بات کو وہاڑی کے نواحی گاؤں 19 چک کی بڑھائی بی بی سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔

کہانی یوں ہے کہ 45 سال قبل جن بھائیوں نے بڑھائی بی بی کو محمد یار کے ساتھ قرآن کے سائے میں گھر سے رخصت کیا وہی اب اُس سے اُس کا وراثتی جائیداد میں شرعی اور قانونی حق چھیننے کے درپے ہیں۔

بڑھائی بی بی اپنی روداد سُناتے ہوئے بتاتی ہیں کہ شادی کے بعد جب بھی ان کے ہاں اولاد پیدا ہوتی تو چند روز بعد بچے کا انتقال ہوجاتا۔اس صورتحال سے وہ اور اس کا خاوند محمد یار بہت پریشان تھے۔آخر 25 سال قبل اللہ نے ان کی سن لی اور ان کا بیٹا زندہ بچ گیا۔اسی وجہ سے اس بیٹے کا نام اللہ رکھا رکھ دیا گیا۔مگر افسوس قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔زندہ بچ جانے والے بیٹے کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد خاوند ہی چل بسا۔

خاوند کی وفات کے بعد معاشی مشکلات نے بڑھائی بی بی کے گھر ڈیرے ڈال لیے اور زندگی گزارنا انتہائی دشوار ہوگیا۔لیکن بڑھائی بی بی نے ہمت نہ ہاری۔ اُس نے ناصرف اپنے اکلوتے بیٹے کی پرورش کی بلکہ اس کو پڑھایا لکھایا بھی۔ اپنی ہمت اور ماں کی کوششوں سے وہ نوجوان پاکستان کا نیشنل اتھلیٹ بنا۔

بیٹے نے ماں کو بتایا کہ اپنی محنت اور ٹیلنٹ کی بناء پر اسے بین الاقوامی مقابلوں میں حصہ لینے باہر جانا ہے۔ لیکن بین الاقوامی مقابلوں میں شرکت کے لئے اُسے پیسوں کی ضرورت ہے۔ اگر پیسے نہ ہوں تو وہ ان مقابلوں میں شرکت کے لئے نہیں جاسکے گا۔اب مسئلہ یہ تھا کہ ان کے پاس تو گھریلو معمولات زندگی گزارنے کے اخراجات ہی بمشکل سے پورے ہوتے تھے باہر کے خرچے کیسے پورا کرنا ہوں گے۔

بڑھائی بی بی کیلئے اُمید کی ایک ہی کرن تھی اور وہ تھی اپنے بھائیوں سے اپنی وراثتی جائیداد میں اپنے وراثتی حصے کا تقاضا۔اُس نے بیٹے کو تسلی دی اور کہا کہ اس کے بھائی بہت اچھے ہیں اور وہ ان سے اپنے وراثتی زمین میں حصے کا مطالبہ کرے گی جسکی کی مالیت لاکھوں میں ہے۔اس طرح وہ اپنی وراثتی جائیداد کو بیچ کر اپنے بیٹے کے سپنے ضرور پورا کرے گی۔

لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ وراثتی حق مانگنے پر فرشتہ صفت بھائی درندہ صفت بن جائیں گے اور بہن کے مقدس رشتے کا لحاظ بھی بھول جائیں گے۔

ملزمان نے دھمکی دی ہے کہ وہ پولیس کو پیسے دے کر بے گناہ ہوجائیں گے اور بعد میں ماں کے ساتھ ساتھ اُسے بھی قتل کریں گے۔"اللہ رکھا"

بڑھائی بی بی نے بتایا کہ اس کے والد نے وراثت میں دو مختلف جگہوں پر 22 ایکڑ سے زائد زمین چھوڑی تھی۔جس میں اس کا حصہ قریباً اڑھائی ایکڑ بنتا ہے۔اور دونوں جگہ کی مختلف قیمتوں کے حساب سے اس کے حصہ میں تقریباً چالیس لاکھ سے زائد کی زمین آتی ہے۔

ماں اپنے بیٹے کو خوشی خوشی بھائیوں کے پاس لے کر آئی اور ساری بات کہہ ڈالی۔توقع کے مطابق انہوں نے حصہ دینے کی حامی بھی بھر لی۔لیکن معاملہ کو مختلف بہانوں سے لٹکانے لگے۔

کئی ماہ گزرنے کے بعد جب بہن نے ذرا ناراضگی کا اظہار کیا تو بھائیوں نے قطع تعلق کرلیا اور وراثتی حصہ دینے میں بھی لیت ولعل سے کام لینے لگے۔آخر ایک دن بھائیوں نے بہن کو اپنے گھر بلایا کہ زمین کے حصے کا فیصلہ کرکے زمین اپنے نام کروالو۔

بھولی بھالی بہن خوشی سے بھائیوں کے ہاں چلی گئی۔ جہاں دونوں بھائیوں محمد حسین اور رحمت علی نے بہن کے لئے کچھ اور ہی سوچا ہوا تھا۔ بڑھائی بی بی کے مطابق بھائی محمد حسین جو کہ ایک عطائی ڈاکٹر ہے، نے بھائی رحمت علی، بھابھی کلثوم بی بی اور بھتیجی مریم بی بی کی مدد سے میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر بیہوشی کا انجکشن لگایا جس سے میں نیم مردہ ہو گئی۔تب انہوں نے میرے حصے کی زمین پر نیم بیہوشی کے عالم میں مختلف کاغذات پر انگوٹھے کے نشانات لگوائے۔بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کے بعد ٹوکے اور چھرے کی مدد سے مجھے قتل کرنے کے لئے جسم کے مختلف حصوں پر کاری ضربیں لگائیں۔

اپنی طرف سے تو وہ مجھے قتل کر کے پھینک گئے تھے۔ لیکن میری سانسیں باقی تھیں۔کئی گھنٹوں بعد جب مجھے ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ، پاؤں، سر، چہرے اور جسم کے مختلف حصوں پر گہرے گھاؤ تھے۔جن سے خون بہہ رہا تھا۔ ہمت جمع کر کے باہر نکلی تو لوگ جمع ہوئے۔ پولیس اور ایمبولینس کو بلایا۔

تب مجھے ایک آنکھ سے ہی نظر آ رہا تھا۔ بعد میں ڈاکٹروں نے بتایا کہ گہری چوٹ کے باعث میری ایک آنکھ ضائع ہو چکی ہے۔سر کی مختلف ہڈیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ایک ہاتھ انگلیوں سے کٹ چکا ہے اور جسم کے دیگر حصوں پر شدید زخم ہیں۔ڈیڑھ ماہ علاج ہوا اور تقریباً آٹھ لاکھ روپے خرچہ ہوا۔علاج کے کچھ پیسے مخیّر حضرات نے دیے اور باقی قرضہ لے کر پورے کیے۔

بڑھائی بی بی کے بیٹے نیشنل اتھلیٹ اللہ رکھا نے بتایا کہ جس والدہ نے میری خاطر اتنی قربانیاں دیں اُس پر چند لاکھ روپوں کی خاطر بے پناہ ظلم کیا گیا۔

والدہ کے اوپر ہونے والے ظلم پر پولیس تھانہ صدر، وہاڑی نے مقدمہ درج کرلیا لیکن ہماری دادرسی نہ کی گئی۔ پولیس نے دوران تفتیش نامزد ملزمان کو ہتھکڑیاں لگانے کی بجائے تھانے میں مکمل پروٹوکول دیا۔ پولیس نے پیسے لے کر پورے وقوعے کو بدل ڈالا اور سارا ملبہ اپنی نابالغ بھتیجی مریم بی بی پر ڈالنے کی کوشش کی۔ کیونکہ مریم نابالغ ہونے کی وجہ سے یا تو سزا سے بچ جائے گی یا اُسے بہت کم سزا ہوگی۔ہم نے وہاڑی پولیس کو تفتیش کی تبدیلی کے لیے درخواست دی لیکن اس پر بھی کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔

اللہ رکھا نے بتایا ملزمان نے دھمکی دی ہے کہ وہ پولیس کو پیسے دے کر بے گناہ ہوجائیں گے اور بعد میں ماں کے ساتھ ساتھ اُسے بھی قتل کریں گے۔

اللہ رکھا حال ہی میں قائم ہونے والے وزیراعظم کے سٹیزن پورٹل پر بھی درخواست دے چکے ہیں مگر ایک ماہ گزرنے کے بعد بھی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ ڈی پی او، وہاڑی کو کئی درخواستیں دیں لیکن تاحال شنوائی نہیں ہوئی۔آر پی او، ملتان وسیم خان کے پاس والدہ کو لے کر گیا لیکن ریڈر نے یہ کہہ کر ملاقات نہ کرنے دی کہ تمہارا مسئلہ وہاڑی میں ہی حل ہوگا۔

پھر چیف جسٹس آف پاکستان کے پاس درخواست لے کر حاضر ہوا لیکن سفارش نہ ہونے کی وجہ سے دھکے دے کر نکال دیا گیا۔کمیشن برائے انسانی حقوق اسلام آباد سے رابطہ کیا تو انہوں تسلی دینے کے سوا کچھ نہیں کیا۔

ظلم تو یہ ہے کہ پولیس نے ملزمان کے چالان کے بعد بے گناہ قرار دے دیا ہے حالانکہ گاؤں میں بھری پنچائیت میں میرے سگے ماموں نے کھلے عام جُرم کا اقرار کیا تھا اور معافیاں بھی مانگی تھیں۔

اللہ رکھا نے کہا کہ یہاں صرف پیسے والے یا بااثر افراد کی سنی جاتی ہے۔ کہتے تو ہیں نیا پاکستان لیکن کچھ نہیں بدل۔ وہی تھانہ، پیسہ اور اقربا پروری کا کلچر، مظلوم کی آواز سننے والا آج بھی کوئی نہیں۔

جنرل ضیا کی واپسی

محمد حنیف

ٹیلی ویژن بہت کم دیکھتا ہوں۔ کبھی نیوز بلیٹن پر نظر ڈال لیتا ہوں یہ جاننے کے لیے کہ آج کل کون سی خبر سنانے کی اجازت ہے اور کون سی منع ہے۔

خبروں سے زیادہ اشتہاروں کے لیے ٹی وی دیکھتا ہوں کہ اندازہ ہوتا رہے کہ آج کل مارکیٹ میں کون کیا بیچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کورونا آیا کورونا گیا لیکن لگژری فلیٹ، سستے فون اور مُرغی کے گوشت سے بنی ہوئی عجیب وغریب اشیا اب بھی بک رہی ہیں یا بیچنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

ایک دن نیوز بلیٹن دیکھنے کے چکر میں ٹی وی چند منٹ پہلے آن کر لیا تو ایک انتہائی بزرگ اور معتبر صحافی ایک قدیمی سودا بیچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مجھے حیرت اس بات پر ہوئی کہ میں نے بڑے عرصے سے کسی کو سنجیدہ چہرے کے ساتھ اس طرح کی بات کرتے نہیں دیکھا کہ 'ہم نے جنرل ضیا الحق کی قدر نہیں کی۔'

بلکہ میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ اب کوئی نام ہی نہیں لیتا۔ جو جنرل ضیا الحق کے دسترخوان پر متواتر مہمان تھے وہ بھی اُن کا نام آئے تو موضوع بدل دیتے ہیں۔

میری اور میرے سے سینئر نسل کے صحافیوں اور لکھاریوں کی کئی دہائیوں تک جنرل ضیا الحق پر سوئی اٹکی رہی، جو 'زندہ ہے بھٹو' کا نعرہ لگاتے ہیں سوئی اُن کی بھی جنرل ضیا پر ہی اٹکی ہوتی تھی۔ ہم لوگ ہر سیاسی تجزیہ، ہر سماجی رویہ جنرل ضیا کی مونچھوں میں ڈھونڈ لیتے تھے۔

میری اور میرے سے سینئر نسل کے صحافیوں اور لکھاریوں کی کئی دہائیوں تک جنرل ضیا الحق پر سوئی اٹکی رہی، جو 'زندہ ہے بھٹو' کا نعرہ لگاتے ہیں سوئی اُن کی بھی جنرل ضیا پر ہی اٹکی ہوتی تھی۔ ہم لوگ ہر سیاسی تجزیہ، ہر سماجی رویہ جنرل ضیا کی مونچھوں میں ڈھونڈ لیتے تھے۔

ہمیں لگتا تھا کہ ہماری تاریخ شروع ہی اسی دن سے ہوئی جس دن جنرل ضیا نے اپنے فوجی بوٹ سے ٹھڈا مار کر ہماری کچی پکی جمہوریت کا چھابہ پلٹ دیا۔ ہم ایک دوسرے کو یہ بتاتے تھے کہ اس سے پہلے پاکستان روشن خیالوں کی جنت تھا۔ اس کے ثبوت کے طور پر ہم پاکستان ایئر لائنز کی فضائی میزبانوں کی وردیاں، کراچی کے چند بار، کیبرے اور افیم کے ٹھیکے پیش کرتے تھے۔ ہم یہ بھی سمجھتے تھے کہ پاکستان اور سوشلزم کی بننے جا رہی تھی جہاں مزدور کے ہاتھ اور آجر کے گریبان میں بس ایک نعرے کا فاصلہ تھا۔

ہم اپنی اس فرضی جنت کے مناظر بیان کرتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ جنرل ضیا کے بوٹوں کی دھمک سے کوئی پانچ سال پہلے ہی ہم ملک کے مشرقی حصے میں ایک قتلِ عام نما جنگ میں جُتے ہوئے تھے اور ملک کا آدھا حصہ گنوا کر بھی ہم اپنے آپ کو فاتح سمجھتے تھے اور اُمت مسلمہ کی رہبری کرنے کے خواب دیکھتے تھے۔

ضیا سے پہلے اور ضیا کے بعد کے پاکستان کا رونا روتے ہوئے ہم بھول جاتے ہیں کہ ملک کو مردِ واحد نہیں چلا سکتا چاہے وہ فوج کا سپہ سالار ہی ہو اور آئین کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرتا ہو۔

یقیناً چند صحافیوں نے کوڑے کھائے لیکن کتنے صحافیوں نے تلوے چاٹے؟ سیاستدان پھانسی پر جھومے، شاہی قلعے کے عقوبت خانوں میں رہے لیکن ان سے کتنے زیادہ تھے جو سیاسی کارکنوں کی لاشوں کو روندتے ہوئے اقتدار کے ایوانوں تک پہنچے۔

افغان جہاد سے ضیا الحق نے صرف اپنے اور اپنے ساتھیوں کی جیبیں نہیں بھریں بلکہ اسلام آباد اور کراچی کے اکثر محل اس جہاد کی برکت سے کھڑے ہوئے۔ مدرسے والوں اور عمامہ پوشوں نے یقیناً اپنا حصہ وصُول کیا لیکن اپنے آپ کو سیکولر سمجھنے والے سیٹھوں اور ان کے ساتھ ساتھ ادیبوں، لکھاریوں اور شاعروں نے بھی اپنا اپنا چوگہ چُنا۔

ہمارے بزرگ صحافی یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ہم سب نے ضیا الحق کے دسترخوان سے کھایا اور پھر نمک حرامی کی۔ نہ ان کے نام پر کوئی شہر بنایا نہ ان کے نام پر کوئی بڑی سڑک نہ ایئر پورٹ، نہ ان کے 'یومِ شہادت' پر سرکاری چھٹی۔ ہم نے تو یہ جاننے کا تردد بھی نہیں کیا کہ ہمارے محبوب صدر کا قاتل کون تھا۔

ہمارا سیاسی سفر جنرل ضیا سے پہلے بھی جاری تھا اور ان کے بعد بھی جاری ہے۔ ضیا کے زمانے میں بلدیاتی انتخابات کے ذریعے سیاستدانوں کی جونئی کھیپ تیار کی گئی انھیں مذاق سے موری ممبر کہتے تھے، آج بھی منتخب نمائندوں کو یہی طعنہ ہے کہ محلے کا کچرہ اٹھا نہیں سکتے، افغان پالیسی کیسے چلاؤ گے؟

افغان جہاد سے ضیا الحق نے صرف اپنے اور اپنے ساتھیوں کی جیبیں نہیں بھریں بلکہ اسلام آباد اور کراچی کے اکثر محل اس جہاد کی برکت سے کھڑے ہوئے۔ مدرسے والوں اور عمامہ پوشوں نے یقیناً اپنا حصہ وصول کیا لیکن اپنے آپ کو سیکولر سمجھنے والے سیٹھوں اور ان کے ساتھ ساتھ ادیبوں، لکھاریوں اور شاعروں نے بھی اپنا اپنا چوگہ چُنا۔

نظریاتی طور پر بھی ہمارا سفر جاری ہے۔ پہلے ہم رونا روتے تھے کہ جناح کا پاکستان ضیا کا پاکستان ہو گیا پھر کچھ عرصے کے لیے حق نواز جھنگوی کا پاکستان ہوا، آج کل آثار یہ ہیں کہ خادم رضوی کا پاکستان بن گیا ہے۔ طاقت کے اصل مراکز ہل کے نہیں دیے۔

جنرل ضیا الحق کو لگا ملک ان کے بغیر نہیں چل سکتا تو ایک ملک گیر تماشہ لگا کر ریفرینڈم کرایا گیا۔ پوچھا گیا کہ اسلام چاہتے ہو تو میں پانچ سال اور بیٹھوں گا۔

موجودہ سپہ سالار کو لگا کہ ملک ان کے بغیر نہیں چل سکتا تو انھیں کسی سے کچھ نہیں کہنا پڑا سب ان کے تیور دیکھ کر ہی سمجھ گئے اور سترہ منٹ کے اندر حکومت، اپوزیشن، دائیں، بائیں اور پتا نہیں کدھر سے آتے سب سیاستدانوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ملک آپ کے بغیر چل ہی نہیں سکتا۔

اب سپہ سالار یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ تم اپنے محلوں کا کچرہ تو اٹھا نہیں سکتے، سعودی عرب سے دوستی کا بوجھ کیسے اٹھاؤ گے، میں ہی کچھ کرتا ہوں۔

پنجاب اسمبلی کا دستی بم

وسعت اللہ خان

آپ کو یاد ہوگا کہ گذشتہ ماہ کی 22 تاریخ کو پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر صوبائی وزیرِ معدنیات حافظ عمار یاسر (مسلم لیگ ق) کا پیش کردہ تحفظِ بنیادِ اسلام بل منظور کیا۔ اس میں سفارش کی گئی کہ اسلام کی تمام مقدس ہستیوں کے ساتھ کیا کیا لاحقے لازماً لگائے جائیں۔ اس بل کے تحت محکمہ تعلقاتِ عامہ پنجاب کے دفتر کو توہین آمیز کتابوں کی تلاش اور ضبطی کے بارے میں وسیع اختیارات دیئے گئے۔

پنجاب اسمبلی کے سپیکر پرویز الٰہی نے اس 'تاریخی بل کی متفقہ منظوری' پر قائدِ حزبِ اختلاف حمزہ شہباز، وزیرِ قانون راجہ بشارت اور وزیرِ تعلیم مراد راس کی کوششوں اور تعاون کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ وفاق اور دیگر صوبے بھی پنجاب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ایسا ہی قانون بنائیں جو کہ تحفظِ اسلام کی راہ میں ایک سنگِ میل ثابت ہوگا۔

مگر پھر رفتہ رفتہ آشکار ہونے لگا کہ شاید کسی بھی رکنِ اسمبلی نے بل کے مندرجات کو دھیان سے پڑھا ہی نہیں اور سب نے صرف ٹائیٹل 'بنیادِ تحفظِ اسلام بل دو ہزار بیس' پڑھ کے ہاتھ اٹھا دیئے۔

چنانچہ سب سے پہلے اہلِ تشیع کی تمام سیاسی و مذہبی تنظیموں نے اس بل کو بیک آواز مسترد کر کے اسے ملک کو فرقہ واریت کی آگ میں جھونکنے کا فارمولا قرار دے دیا۔ سپیکر پرویز الٰہی بھی بھانپ گئے کہ گولی غلط بندوق سے فائر ہو گئی۔ حتیٰ کہ جماعتِ اسلامی کے ایک وفد نے بھی سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ کی قیادت میں سپیکر سے ملاقات کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس بل کو متفقہ علیہ بنانے تک گورنر کو دستخط کے لیے نہ بھیجیں۔ سپیکر نے ہر وفد کو یقین دلایا کہ ایسا ہی ہوگا۔

جمعہ سات اگست کو جب پنجاب اسمبلی کا نیا اجلاس شروع ہوا تو وہ ارکان جنھوں نے دو ہفتے پہلے اس بل کو متفقہ طور پر منظور کیا تھا، انھوں نے بھی یوٹرن لے لیا۔

وزیرِ قانون راجہ بشارت نے طنز کیا کہ ارکان کو کسی بھی بل کے حق میں یا خلاف ووٹ دیتے ہوئے کم از کم اسے ایک بار پڑھ ضرور لینا چاہیے (مزے کی بات ہے کہ خود راجہ بشارت نے بھی اس بل کے حق میں ووٹ دیا تھا۔)

صوبائی وزیر اور پی ٹی آئی کے رکن حسین جہانیاں گردیزی نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ یہ بل اچانک سے کیسے پیش ہو کر کیسے منظور ہو گیا۔ اب اسے تبدیلی و ترامیم کے لیے وفاقی شرعی عدالت بھیجا جائے۔

حکمران پی ٹی آئی کے رکنِ اسمبلی اور پبلک اکاؤنٹس

کمیٹی کے سربراہ یاور عباس بخاری نے بل کے حق میں ووٹ دینے پر ایوان سے معافی مانگتے ہوئے کہا کہ ہمیں اندھیرے میں رکھا گیا۔ اس بل میں جس طرح ایک فرقے کے بنیادی عقائد کو چیلنج کیا گیا ہے وہ ایک سنگین مذاق ہے۔ اگر یہ بل سرکار نے پیش کیا تو اسے قواعد کے مطابق کابینہ کے کس اجلاس میں منظور کیا گیا؟ اگر یہ نجی بل ہے تو ایوان کی کس کمیٹی نے عام ووٹنگ سے پہلے اس کی چھان پھٹک کی؟ اس متعلق ہمیں بتایا جائے۔

> **مسلم لیگ ن کے پیر اشرف رسول، کاظم پیرزادہ اور آغا علی حیدر نے کہا کہ جب یہ بل ووٹنگ کے لیے پیش ہوا تو انھیں اس کی تفصیل کے بارے میں اعتماد میں نہیں لیا گیا اور اب یہ بل کسی ایسی کمیٹی کے سامنے رکھا جائے جو ارکانِ اسمبلی اور تمام مکاتبِ فکر کے علما پر مشتمل ہو۔**

پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر حسن مرتضیٰ نے کہا کہ وہ بھی قواعد و ضوابط کی سٹینڈنگ کمیٹی کے رکن ہیں مگر انھیں یاد نہیں پڑتا کہ یہ بل قائمہ کمیٹی کی منظوری کے لیے کبھی پیش کیا گیا۔ مسلم لیگ ن کے پیر اشرف رسول، کاظم پیرزادہ اور آغا علی حیدر نے کہا کہ جب یہ بل ووٹنگ کے لیے پیش ہوا تو انھیں اس کی تفصیل کے بارے میں اعتماد میں نہیں لیا گیا اور اب یہ بل کسی ایسی کمیٹی کے سامنے رکھا جائے جو ارکانِ اسمبلی اور تمام مکاتبِ فکر کے علما پر مشتمل ہو۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ جیسے ہی یہ بل پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کیا وفاقی وزیرِ سائنس و ٹیکنالوجی فواد چوہدری نے ٹویٹ کیا تھا کہ 'پارلیمنٹ بالخصوص پنجاب اسمبلی میں ایک ایسی فضا بنا دی گئی ہے جب روزانہ ہر دوسرا ممبر اپنی قرارداد لے آتا ہے کہ اگر یہ منظور نہ ہوئی تو اسلام خطرے میں پڑ جائے گا۔ یہ ایک خطرناک رُجحان ہے جو ہمیں فرقہ واریت و انتہا پسندی میں مزید دھنسا دے گا۔ پاکستان کو کسی کتاب یا ٹک ٹاک سے نہیں تفرقے بازی سے خطرہ ہے۔'

پنجاب اسمبلی میں تحفظِ بنیادِ اسلام بل کے ساتھ پہلے اور بعد میں جو مذاق ہوا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قانون سازی جیسا نازک عمل کہ جو کروڑوں لوگوں کی زندگیوں پر اثر انداز ہوتا ہے وہ کس سطح کے لوگوں کے قابو میں آ چکا ہے؟

یہ تو وہ قصہ ہے جو کُھل گیا۔ اب تک نہ جانے پارلیمنٹ اور اسمبلیاں ایسے کتنے قوانین منظور کر چکی ہیں جنھیں صرف مرتب کرنے یا کروانے والوں نے ہی پڑھا ہو گا۔ (بجٹ کے بارے میں تو سب جانتے ہیں کہ اسے شائد ہی کوئی رکنِ اسمبلی ہاتھ اٹھانے سے پہلے یا بعد میں تفصیلاً چھوڑ سرسری بھی پڑھتا ہو۔ بجٹ کی جلدیں ویسی کی ویسی فیتے سے بندھی رہ جاتی ہیں۔)

خود سیاسی جماعتوں کی قیادت کو بھی اس سے دلچسپی نہیں کہ اس کے ارکان ہر مسودہِ قانون کو منظوری سے پہلے باریک بینی سے پڑھیں اور سمجھ میں نہ آئے تو کسی سے پوچھ لیں۔ انھیں بس یہ ہدایت ہوتی ہے کہ جب ووٹنگ ہو تو چیف وہپ یا قائدِ حزبِ اختلاف یا حزبِ اقتدار کی طرف دیکھتے رہنا ہے۔ اگر وہ ہاتھ اٹھا دے تو آپ بھی اٹھا دو۔ ورنہ ڈیسک بجاتے رہو۔

بالکل ایسے جیسے نمازِ جنازہ یا نمازِ عید کا طریقہ معلوم نہ ہو تو نیت باندھنے کے بعد دائیں بائیں دیدے گھماتے رہو اور جو وہ کرے وہی تم بھی اعتماد کے ساتھ کر لو۔ یہ وہ ہیں جن پر ہم لوگ سالانہ اپنی جیب سے نکلا ہوا کروڑوں روپیہ صرف کرتے ہیں تاکہ وہ بالغانہ قانون سازی کر سکیں۔

تو کیا میں سمجھوں کہ پنجاب اسمبلی بالخصوص دراصل ایسے بچوں کے ہاتھ میں ہے جو اختیار کے دستی بم کو گیند سمجھ کر اُچھال رہے ہیں؟

(بشکریہ: بی بی سی اردو)

بھائی کے ہاتھوں بہن قتل

ڈیرہ اسماعیل خان 16 اگست 2020ء کو بدنی خیل پنیالہ میں گھریلو جھگڑے پر بھائی نے فائرنگ کر کے بہن کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ واقعہ کے مطابق تھانہ نواب شہید کی حدود بدنی خیل کے علاقہ میں گھریلو جھگڑے پر فریاد شاہ ولد پیر محمد شاہ نے پستول سے فائرنگ کر کے اپنی 16 سالہ بہن مسماۃ ن بی بی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ملزم ارتکاب جُرم کے بعد فرار ہو گیا۔ تھانہ نواب شہید پولیس نے مقتولہ کے والد کی رپورٹ پر بیٹے کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(روزنامہ آج)

ملازمین 2 ماہ کی تنخواہوں سے محروم

لکی مروت تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن نورنگ کے ملازمین دو ماہ کی تنخواہوں سے محروم ہیں۔ پراپرٹی سمیت متعدد ٹیکسز ختم ہونے کے بعد شہری ادارہ مالی بحران کا شکار ہے۔ حکومت سے خصوصی گرانٹ کا مطالبہ کیا گیا۔ حکومت کی جانب سے پراپرٹی سمیت متعدد ٹیکسز ختم ہونے کے بعد تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن نورنگ شدید مالی بحران کا شکار ہو گیا ہے۔ مالی حالات کمزور ہونے کی وجہ سے ملازمین ماہ جولائی کی تنخواہوں سے محروم ہیں، جبکہ خدشہ ہے کہ اگست کی تنخواہیں بھی نہیں ملیں گی جس کے باعث شہری ادارے کے ملازمین میں مایوسی اور بے چینی پائی جا رہی ہے۔ ملازمین نے صوبائی حکومت سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ ٹی ایم اے نورنگ کے لیے خصوصی گرانٹ کا اعلان کیا جائے۔ (نامہ نگار)

فائرنگ سے شادی شدہ خاتون قتل

مردان 16 اگست 2020ء کو رستم شہیدان میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے شادی شدہ خاتون کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ رستم کے نواحی علاقہ شہیدان کے رہائشی جوہر زمان ولد تاج بابو نے پولیس کو بتایا کہ وہ اپنے گھر کے قریب کریانہ سٹور پر سودا سلف خریدنے گیا تھا کہ اس دوران اس نے اپنے بھائی کے گھر سے فائرنگ کی آواز سنی اور ساتھ ہی بچوں کی چیخ و پکار کی آوازیں بھی سنائی دیں جب وہ اپنے بھائی کے گھر گیا تو مسماۃ (م) زوجہ خان زمان ساکن شہیدان رستم کی نعش چارپائی کے نیچے خون میں لت پت پڑی تھی۔ وجہ عناد اور قاتل معلوم نہیں۔ پولیس تھانہ رستم نے دیور کی مدعیت میں رپورٹ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔

(روزنامہ مشرق)

قتل کو خودکشی کا رنگ دینے کی کوشش

گوجرانوالہ گوجرانوالہ میں قتل ہونے والے نوجوان قدیر چیمہ کے والد نے انکشاف کیا ہے کہ جب وہ تھانہ اروپ میں مقدمہ درج کروانے گیا تو ایس ایچ او نے اسے خودکشی رپورٹ کرنے پر اصرار کیا۔ کیونکہ ایس ایچ او نے مخالف پارٹی سے بھاری رقم وصول کی تھی۔ بعد ازاں لاش کو تھانہ کے باہر رکھ کے سیالکوٹ روڈ کو ٹریفک کے لیے بلاک کر دیا گیا۔ مقتول کے والد سے یکجہتی کے لئے اس کے محکمہ سیشن کورٹ گوجرانوالہ کے ملازمین کی ایک کثیر تعداد جمع ہو گئی جنہوں نے قتل کی ایف آئی آر پر اصرار کیا۔ ایس ایچ او نے پولیس کی بھاری نفری کو آنسو گیس سمیت طلب کر لیا۔ لیکن سیشن جج کی بروقت کاروائی سے حالات بھی کنٹرول ہو گئے اور قتل کی ایف آئی آر بھی درج ہو گئی۔ قاتل پارٹی جسے ایس ایچ او کی مکمل اشیر باد حاصل تھی، موقع سے فرار ہو گئی۔

(سعید اعوان)

خواتین کا پولیس اور بااثر افراد کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

جیکب آباد احتجاج کرتے ہوئے حضوراں بی اور صبیاں بی بی کا کہنا تھا کہ بااثر نظام کلھوڑو اور محمد شریف کلھوڑو نے پولیس کی مدد سیان کے گھروں پر حملے کروا کر جھوٹے مقدمات درج کروائے اور ان کے گھروں پر پولیس کی نفری بٹھا دی ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ ان کے نوجوانوں کو پولیس اٹھا کر لے گئی ہے اور خدشہ ہے کہ کہیں انہیں تشدد کر کے معذور نہ کر دیا جائے۔ اور اس کے علاوہ انہیں ذہنی طور پر سخت پریشان کیا جا رہا ہے۔ متاثرہ خواتین مسمات حضوراں اور مسمات نصیباں نے بتایا کہ ایس ایچ او قمر آباد نے ان بااثر لوگوں سے پیسے لے کر ہمارے گھروں میں موجود نوجوانوں کو اٹھایا ہے۔ بااثر سید مجاہد شاہ ہمارے پڑوس میں نفرتیں پھیلا رہا ہے، جس کے انتشار سے علاقے میں کسی بھے وقت خون ریزی ہو سکتی ہے۔ متاثر خواتین نے چیف جسٹس آف سپریم کورٹ، وزیر اعظم پاکستان عمران خان، وزیرِ اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ، ڈی آئی جی شہید بینظیر آباد، ایس ایس پی نوشہرو فیروز اور دیگر اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے ساتھ ہونے والے مظالم کا نوٹس لیا جائے اور انہیں ان بااثر لوگوں سے تحفظ دے کر ان کی زندگیاں بچائی جائیں۔ (راجہ فاروق داؤد پوتا)

بیوہ خاتون کو انصاف دلایا جائے

مورو میرے دیور میرے شوہر کی وفات کے بعد مجھے اور میرے بچوں کو بے گھر کرنا چاہتے ہیں مجھے انصاف دلایا جائے۔ یہ بات مسمات ہاجرہ نے پریس کلب میں اپنی بہن ماجدہ اور تین بچوں کے ہمراہ پریس کانفرنس کرتے ہوئیکی۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ اس کی شادی سال 2010 میں انور الدین کیریو سے ہوئی جس کا انتقال سعودی عرب میں دوران عمرہ ہو گیا، جس کے بعد دیور نظام الدین، غلام مصطفیٰ، اجمیری، غلام حیدر اور فیروز الدین اس کے شوہر کی چھوڑی ہوئی ملکیت 4 دکانیں اور گھر پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں جس کی رپورٹ سیشن کورٹ میں بھی کی گئی ہے لیکن کیس خارج کر دیا گیا ہے۔ جس کے بعد دیوروں نے میرے گھر میں گھس کر مجھے اور میرے بچوں کو ہراساں کیا اور جان سے مارنے کی دھمکی دی۔ یہ سب وہ مقامی وڈیروں کی پشت پناہی سے کر رہے ہیں۔ مسمات ہاجراں کا مزید کہنا تھا کہ اس کے اور اس کے بچوں کا گزارا ان دکانوں کے کرایوں سے ہوتا ہے، اور اگر اسے یہ آمدنی حاصل نہ ہوئی تو اس کے بچوں کا گزر بسر کیسے ہو گا؟ ہاجراں بی بی کا کہنا تھا کہ وہ حکام بالا سے اپیل کرتی ہے کہ اسے انصاف دلایا جائے اور اس کے یتیم بچوں کو بے گھر نہ کیا جائے۔

(الطاف سومرو)

بچی کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا

نوشہرہ 15 اگست 2020ء کو رسالپور کے نواحی علاقے خمزہ رشکہ میں 5 سالہ بچی کو جنسی زیادتی کے بعد مبینہ طور پر سر پر پتھر مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ پولیس کے مطابق پانچ سالہ سمعیہ کی نعش بوری میں بند کر کے کھیتوں میں پھینک دی گئی۔ پولیس نے نعش پوسٹ مارٹم کیلئے قاضی میڈیکل کمپلیکس نوشہرہ اور پھر وہاں سے خیبر میڈیکل کالج پشاور منتقل کر دی ہے۔ مقتولہ سمعیہ کے والد عمران کی مدعیت میں تھانہ رسالپور میں نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ ڈی آئی جی مردان شیر اکبر خان، ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر نجم الحسنین کے ہمراہ رسالپور میں سمعیہ کے گھر پہنچ گئے اور واقعے کی فوری تحقیقات کا حکم دیا۔ مقتولہ کے والد کے مطابق سمعیہ دوپہر کو گھر سے نکلی تھی جبکہ عصر کے وقت اس کی تشدد زدہ نعش برآمد ہوئی۔ (نامہ نگار)

بیوی کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا

نواب شاہ نواب شاہ میں تھانہ ائیر پورٹ کی حدود منو آباد رفیق ٹاون کچی آبادی سے منسلک ایک مکان میں ظالم شوہر شہزاد یوسفزئی نے بہن کی شادی میں شرکت کے لئے اصرار کرنے پر بیوی ثمینہ کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا اوراسے کمرے میں بند کرکے پیٹرول چھڑک کر مارنے کی کوشش کی۔ واقعہ کی اطلاع ملنے پر ثمینہ کے گھر والوں نے اسے زخمی حالت میں مقامی اسپتال پہنچایا جہاں سے اسے کراچی ہسپتال منتقل کیا گیا۔ بعدازاں پولیس نے چھاپہ مارکر متاثرہ خاتون کے شوہر شہزاد، سسر غلام محمد یوسفزئی اور ساس رخسانہ کو گرفتار کرلیا۔ پولیس کے مطابق واقعہ کی رپورٹ درج کرلی گئی ہے۔

(آصف البشر)

شہید وکلاء کی یاد میں تعزیتی اجلاس

مورو سندھ بار کونسل کی کال پر کوئٹہ میں شہید ہونے والے وکلاء کی یاد میں مورو اور نوشہرو فیروز کیعدالتوں میں آج عدالتی کام بند رہا۔ وکلاء کے ایصالِ ثواب، دعا اوران کی یاد کے لئے مورو میں مشہور سماجی شخصیت صحافی علی اصغر انورالدین کورائی کی رہائش گاہ پر ایک تعزیتی اور دعائیہ اجلاس ہوا جس میں نیشنل پریس کلب مورو کے لیگل ایڈوائیزر مشہور وکیل اور کالم نویس ایڈووکیٹ امرامتیاز میمن، پروفیسر محمد سلیمان سیال، سابق جج علی گل خاصخیلی، صحافی علی شیر ڈیپر، صحافی تیمور احمد راجپوت، صحافی سندھی الطاف سومرو، صحافی گلاب خان بھن، ایڈووکیٹ سید زاہد شاہ، ایڈووکیٹ احمد ظفر خاصخیلی، جاوید انور کورائی بلوچ، صحافی محمد امین چوہان اور عامر انور کورائی بلوچ سمیت نیشنل پریس کلب رجسٹرڈ مورو کے تمام صحافیوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر تعزیتی اجلاس میں شامل مقررین نے کہا کہ شہید وکلاء کا لہورنگ لائے گا اور شہید وکلاء کا لہو ملزمان کی گرفتاری کے لئے پکار رہا ہے۔ قانون کی پاسداری کرنے والے بھی اس ملک میں غیر محفوظ ہیں تو عام آدمی کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ آخر میں کوئٹہ میں بم دھماکےمیں شہید ہونے والے وکلاء کی روح کو ثواب پہچانے کے لئے قرآن خوانی کی گئی اور مغفرت کے لئے دعا مانگی گئی اور لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

(الطاف سومرو)

سود کی عدم ادائیگی پر قتل

نواب شاہ نوابشاہ میں سود ادا نہ کرنے پر 40 سالہ شخص کو مبینہ طور قتل کردیا گیا۔ بتایا گیا ہے کہ ملزمان نے مقتول کو نوابشاہ ہاؤسنگ سوسائٹی سے اغوا کرکے وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ 12 کو پیپلز میڈیکل یونیورسٹی ہسپتال میں تشدد زدہ شخص کو مردہ حالت میں لایا گیا جسے محمود بھٹی کے نام سے شناخت کیا گیا۔ سوسائٹی روڈ سے نامعلوم ملزمان نے مبینہ طور پر محکمہ سوئی گیس کے ملازم کو اغوا کے بعد وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کردیا جسے ملزمان مردہ حالت میں پیپلز میڈیکل اسپتال کے ٹراما سینٹر میں پھینک کر چلے گئے۔ اس ضمن میں ورثا نے الزام عائد کیا ہے کہ مقتول کو سود کی رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ مقتول محمود بھٹی کے بھائی علی گوہر بھٹی، محمد امین بھٹی، میونسپل کمیٹی نواب شاہ کے وائس چیئرمین ایڈووکیٹ خان بہادر بھٹی نے دیگر عزیز وا قارب کے ہمراہ پیپلز میڈیکل اسپتال کے ٹراما سینٹر کے باہر احتجاجی مظاہرہ کرتے ہوئے میڈیا کو بتایا کہ مقتول کو مبینہ طور پر جنید زرداری، ماجد زرداری اور زرداری ہاؤس نوابشاہ کے ٹیلیفون آپریٹر نظیر زرداری نے سوسائٹی کے علاقہ سے اغوا کرکے وحشیانہ تشدد کرکے قتل کیا ہے۔ مقتول سوئی گیس کے محکمہ میں ملازم تھا۔ مقتول نے قاتل ملزمان سے 10 لاکھ ادھار لئے تھے ملزمان نے سود در سود رقم لگا کر مقتول سے 40 لاکھ کا مطالبہ کیا۔ ملزمان مقتول کو مسلسل دھمکیاں دے رہے تھے۔ سود خور ملزمان نے پیسہ نہ ملنے پر مبینہ طور پر محمود بھٹی کو قتل کردیا اور نعش ٹراما سینٹر میں پھینک کر چلے گئے۔ پولیس اسپتال انتظامیہ سے واقعہ کی سی سی ٹی وی فوٹیج حاصل کرکے قاتلوں کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کرے۔ اس سلسلے میں ایس ایچ او اے سیکشن پولیس ثناءاللہ پنہور کا کہنا ہے کہ ورثا کے بیان کے مطابق مقتول نے دس لاکھ روپے ادھار لیے تھے مگر اس سے چالیس لاکھ کا تقاضہ کیا جارہا تھا جو وہ دینے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ تاہم پولیس اس کے ساتھ ساتھ دیگر پہلوؤں پر بھی غور کررہی ہے۔ ضروری کارروائی کے بعد نعش ورثاء کے حوالے کردی گئی تھی۔ آخری اطلاعات تک مقدمہ درج نہیں کیا گیا تھا۔

(آصف البشر خان)

60 سالہ ملزم تشدد کے باعث جاں بحق

نواب شاہ ڈسٹرکٹ جیل نوابشاہ میں لایا گیا 60 سالہ ملزم مختیار زرداری مبینہ تشدد کے باعث پیپلز میڈیکل اسپتال میں دم توڑ گیا۔ جاں بحق ملزم کے بھائیوں وحید علی اور عابد علی زرداری نے بتایا کہ مختیار زرداری کو ایس ایچ او حسین کھرل نے اس کے بھائی کو قتل کے مقدمہ کی تحقیقات کے لیے گرفتار کرکے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ جیل حکام نے مختیار کی حالت خراب ہونے پر پیپلز میڈیکل اسپتال علاج کے لئے منتقل کیا جہاں مختیار زرداری زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ مقتول کے بھائیوں نے اعلی حکام سے واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ پولیس نے ظلم ان کے بھائی کو ناحق قتل کیا ہے۔ بعدازا ورثاء نے ایس ایس پی تنویر حسین کے دفتر کے باہر پولیس اہلکاروں کے خلاف احتجاج کیا۔ ایس ایس پی تنویر حسین نے واقعہ کی رپورٹ طلب کرتے ہوئے ذمہ دار پولیس افسروں کو معطل کردیا۔ جاں بحق ملزم کے رشتہ اروں نے ایس ایس پی کی یقین دہانی پر احتجاج ختم کیا۔

(آصف البشر خان)

نوجوان کی گولیوں سے چھلنی نعش برآمد

پشاور 10 اگست 2020ء کو تھانہ داؤدزئی کے علاقہ ٹاپو وزیرقلعہ کے مقام پر دریائے کابل سے نوجوان کی گولیوں سے چھلنی نعش برآمد کی گئی ہے، جس کی شناخت نہیں ہوسکی۔ پولیس نے نعش تحویل میں لیکر مردہ خانہ منتقل کردی جبکہ مقدمہ درج کرکے ورثاء کی تلاش شروع کردی گئی ہے۔

پولیس کے مطابق اسے گزشتہ روز اطلاع ملی کہ ٹاپو وزیرقلعہ کے مقام پر دریائے کابل میں ایک نوجوان کی نعش پڑی ہے جسے فائرنگ کرکے قتل کیا گیا ہے۔ اطلاع ملتے ہی پولیس موقع پر پہنچ گئی اور نعش نکال کر مردہ خانہ منتقل کردی جبکہ مقدمہ درج کرکے مزید تفتیش شروع کردی گئی ہے۔

(روزنامہ آج)

محنت کشوں کا اغواء

سکھر 29 جولائی کو تحصیل پنو عاقل کی حدود تھانہ کھڈڑی کے نواحی گاؤں گوٹھ سید کے رہائشی منٹھار مہر عمر 35 برس، مہراب مہر عمر 25 برس اور محمد علی مہر عمر 33 برس کچے کے علاقے سے لکڑیوں کی ٹریکٹر ٹرالی بھر کر بیچنے کے لئے شہر کی طرف جا رہے تھے کہ مسلح افراد نے انہیں اغوا کر لیا۔ مغویان کے لواحقین نے پریس کلب پنو عاقل کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مغویان کے لواحقین کا کہنا ہے کہ ان کے عزیزوں کو جلد از جلد بازیاب کرایا جائے۔ (شاکر جمالی)

پنجگور سے اغوا ہونے والی خواتین کو بازیاب کیا جائے

تربت ایچ آر سی پی اسپیشل ٹاسک فورس تربت مکران کے دفتر سے جاری ہونے والی ایک پریس ریلیز میں سیکیورٹی فورسز کی جانب سے پنجگور میں ایک کاروائی کے دوران 6 عورتوں اور 5 بچوں کے جبری اغواء کی خبروں پر گہری تشویش ظاہر کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ بلوچستان میں کئی سالوں سے انسانی حقوق کا مسئلہ گھمبیر ہے اور اس کی شدت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ایچ آر سی پی کے نمائندے نے کہا کہ ایچ آر سی پی پنجگور میں 6 عورتوں اور 5 بچوں کے جبری اغواء کے واقعہ کی مذمت کے ساتھ ساتھ اسے ایک غیر انسانی، غیر اخلاقی اور آئین سے ماورا اقدام سمجھتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ فوری طور پر گرفتار عورتوں اور بچوں کو بازیاب اور رہا کیا جائے اور جتنے مرد، عورتیں اور بچے جبری اغواء یا غیر قانونی طور پر گرفتار ہیں انہیں فوراً رہا اور بازیاب کیا جائے۔ ایچ آر سی پی کے نمائندے نے کہا کہ بلوچستان میں انسانی حقوق کی مخدوش صورتحال پر سنجیدہ غور کر کے رویوں میں تبدیلی پیدا کرنے اور شہری حقوق کی آزادیوں کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات اٹھائے جائیں۔ (نامہ نگار)

سینیٹ میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا بل پیش کر دیا گیا

نواب شاہ اسلام آباد سینیٹ کیا جلاس میں اقلیتوں کے حقُوق کے تحفظ کا بل پیش کر دیا گیا ہے۔ بل میں کہا گیا کہ مذہبی اقلیتوں کے خلاف نفرت اور توہین آمیز مواد تعلیمی نصاب کا حصہ نہیں ہوگا۔ مذہبی اقلیتوں کی جبری مذہب تبدیلی کی ممانعت ہوگی۔ اقلیتوں کے حقُوق کے بل میں کہا گیا کہ جبری مذہب تبدیلی پر متاثرہ شخص کو حکومت تحفظ اور معاونت فراہم کرے گی۔ جبری مذہب تبدیل کروانے والے شخص کو 7 سال تک قید اور ایک لاکھ روپے تک جرمانہ ہوگا۔ بل کے مطابق بین المذاہب جبری شادی کی ممانعت ہو گی۔ کم عمر مذہبی اقلیت کی بین المذاہب شادی کو جبری شادی تصور کیا جائے گا اور اس جبری شادی کو منسوخ کر دیا جائیگا۔ جبری شادی کے مرتکب افراد کو 10 سال تک سزا اور 5 لاکھ روپے جرمانہ تجویز کیا گیا اور اسی طرح کم عمر مذہبی اقلیتی فرد کی شادی کرنے والے کو 14 سال تک قید اور 5 لاکھ روپے جرمانہ ہوگا۔ بل میں واضح کیا گیا کہ مذہبی اقلیتوں کو آزادی کے ساتھ رہنے کا حق حاصل ہوگا۔ مذہبی اقلیتوں کے خلاف نفرت آمیز تقریر پر 3 سال قید اور 50 ہزار روپے جرمانہ ہوگا۔ بل کے مطابق مذہبی اقلیتوں پر تشدد کے جُرم کے مرتکب کو 3 سال سزا اور پچاس ہزار جرمانہ ہوگا۔ مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک کرنے والے کو ایک سال سزا اور 25 ہزار روپے جرمانہ ہوگا۔

سینیٹ میں پیش کردہ بل میں مزید کہا گیا ہے کہ حکومت مذہبی اقلیتوں کے مذہبی اثاثوں کا تحفظ کرے گی اور اقلیتوں کے مذہبی اثاثوں کو نقصان پہنچانے والے کو 7 سال قید اور 50 ہزار روپے جرمانہ ہوگا۔ بل میں کہا گیا ہے کہ مذہبی اقلیتوں کے خلاف تمام جرائم ناقابل ضمانت ہوں گے۔

(آصف البشر خان)

ٹارگٹ کلنگ، امام بارگاہ کا متولی قتل

ڈیرہ اسماعیل خان 9 اگست 2020ء کو ڈیرہ میں ایک بار پھر ٹارگٹ کلنگ کے انتہائی افسوسناک واقعہ میں نامعلوم افراد نے ملانہ روڈ پر فائرنگ کر کے بستی چاہ روشن شاہ امام بارگاہ کے متولی کو قتل کر دیا۔ پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف دہشتگردی ایکٹ اور قتل کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق تھانہ یونیورسٹی کی حدود ملانہ روڈ پر بستی چاہ روشن شاہ امام بارگاہ کا متولی 52 سالہ سید مختیار حسین شاہ ملانہ ابھایا پل سے آ رہا تھا کہ ملانہ روڈ پر اس کے گھر کے قریب نامعلوم مسلح افراد نے اس پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہو گیا۔ اسے تشویشناک حالت میں ڈسٹرکٹ ہسپتال ڈیرہ لے جانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے راستے میں دم توڑ گیا۔ امام بارگاہ کے متولی سید مختیار حسین شاہ کے قتل کے بعد پولیس نے جائے وقوعہ کا معائنہ کیا تھا۔ (نامہ نگار)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

☜ آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔
جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔

☜ آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔

HRCP کارکن متوجہ ہوں

"جہد حق" کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

"ایوان جمہور" 107 - ٹیپو بلاک،
نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

شوہر نے بیوی قتل کردیا

ملاکنڈ 9 اگست 2020ء کو سخاکوٹ میں شوہر نے بیوی قتل کردی جبکہ ویرانے سے ایک نوجوان کی لاش برآمد ہوئی ہے۔ علاقہ شہید سخاکوٹ میں نامعلوم افراد نے ہنگو کے نوجوان شوکت رحمان کو قتل کرکے لاش ویرانے میں پیک دی۔ دریں اثناء تھانہ سخاکوٹ کی رپورٹ کے مطابق ملزم عبداللہ نے گھریلو جھگڑے پر اپنی شریک حیات مسماۃ (ل) کو قتل کردیا، ملزم کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ لیویز تھانہ سخاکوٹ نے مقدمات درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔ (نامہ نگار)

فنڈز کے عدم اجراء پر جیل خانوں کو راشن سپلائی بند کرنے کی تنبیہ

پشاور جیل کنٹریکٹرایسوسی ایشن نے وزیراعلیٰ اور وزیر خزانہ سے مطالبہ کیا ہے کہ خیبر پختونخوا کی تمام جیلوں کو فنڈز ریلیز کئے جائیں، تاکہ جیلوں میں خوراک وغیرہ کی سپلائی جاری رکھی جاسکے، جبکہ کنٹریکٹرز اور سپلائرز کو مہنگائی کے تناسب سے 25 فیصد اضافی ادائیگی کیلئے اقدامات کئے جائیں۔ اگر حکومت پندرہ دنوں کے اندر تمام فنڈز جاری کرنے میں ناکام رہی تو قیدیوں کی خوراک مجبوراً بند کرنا پڑے گی اور اس کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔ پشاور پریس کلب میں جیل کنٹریکٹر ایسوسی ایشن کے صدر میر افضل خان، نائب صدر طاہر محمود، جی ایس ممتاز خان اور فنانس سیکرٹری سراج الدین نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ وہ داسو کوہستان سے لیکر دیر چترال تک اور سوات بونیر سے لیکر پشاور، کوہاٹ، بنوں، ڈی آئی خان، شمالی وزیرستان، جنوبی وزیرستان، پارا چنار صدہ، خیبر، باجوڑ اور غلنئی مہمند سمیت دیگر علاقوں میں جیلوں کو تیار کھانا اور راشن وغیرہ سپلائی کرتے ہیں، جبکہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام جیلوں کیلئے فنڈز مہیا کرے، جس میں حکومت ناکام ہوچکی ہے۔ حالیہ دنوں میں صرف دس فیصد فنڈز ریلیز کئے گئے ہیں جو آٹے میں نمک کے برابر ہے جبکہ مذکورہ جیلوں کے ذمے پچھلے سال کے بقایاجات بھی ہیں، تاہم سیکرٹری فنانس نے صرف دس فیصد فنڈز ریلیز کئے جس سے بمشکل پندرہ روز کی خوراک لی جاسکتی ہے۔ جیلوں میں غذائی قلت پیدا ہونے کا خدشہ ہے جس سے قیدی بُری طرح متاثر ہوں گے۔ انہوں نے وزیراعلیٰ، فنانس منسٹر اور سیکرٹری فنانس سے مطالبہ کیا ہے کہ خیبر پختونخوا کی جیلوں کیلئے خوراک اور راشن کی سپلائی برقرار رکھنے کیلئے ہنگامی بنیادوں پر فنڈز جاری کئے جائیں۔

(روزنامہ عوام الناس)

اقلیتی خواتین کے ساتھ امتیازی برتاؤ

پاکستان میں اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والی خواتین سے عموماً دو وجوہات کی بنا پر امتیازی برتاؤ روا رکھا جاتا ہے، پہلی وجہ ان کا مذہبی اقلیت سے تعلق اور دوسرا ان کا عورت ہونا ہے۔ اکثریتی برادری کے افراد کی جانب سے اغوا، عقیدے کی تبدیلی کے لیے دباؤ اور زبردستی کی شادیوں جیسے واقعات کی وجہ سے مذہبی اقلیت سے تعلق رکھنے والی خواتین خود کو غیر محفوظ تصور کرتی ہیں۔ عام طور پر مشاہدے میں آیا ہے کہ اغوا، عقیدے کی تبدیلی کے لیے دباؤ اور جبری شادیوں سے متاثرہ تقریباً تمام اقلیتی خواتین نوجوان ہوتی ہیں اور بعض اوقات تو ان کا خاندان اس بات کی دہائی دیتا نظر آتا ہے کہ متاثرہ خواتین تو ابھی بلوغت کی عمر کو بھی نہیں پہنچیں تھیں۔ وراثت کے حقُوق اور عائلی قوانین کی عدم موجودگی یا ان میں خامیوں اور خصوصاً ہندو شہریوں کی شادیاں رجسٹر کرنے کا کوئی نظام نہ ہونا بھی اقلیتی خواتین کے استحصال کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ اکثر اس طرح کے غیر قانونی افعال میں ملوث لوگوں کو اکثریتی مذہب کے نام نہاد علما یا مقامی بااثر افراد کی پُشت پناہی حاصل ہوتی ہے، اس لیے متاثرہ خاندان کے لیے اکیلا ان کا سامنا یا مقابلہ مشکل ہوتا ہے۔ اقلیتی خواتین کو بااختیار بنانا ان کے استحصال کے خاتمے کے لیے ناگزیر ہے۔ اگرچہ اس مقصد کے حصُول کی بُنیادی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے، تاہم اقلیتی برادری کا اقلیتی خواتین کو ان کے بُنیادی حقُوق سے آگاہی اور اس بات کا شعور دلانے میں کہ وہ کسی بھی طرح سے کمتر نہیں، میں کلیدی کردار ہے۔ اہم معاشی حقُوق مثلاً ملازمت یا تعلیم کے حصُول تک رسائی میں اقلیتی مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کو مختلف شکلوں میں امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ امتیاز نہ صرف نجی اداروں بلکہ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں بھی دیکھا گیا ہے۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشی حقُوق تک رسائی میں حائل رکاوٹوں کے خاتمے کو یقینی بنائے چاہے وہ کسی بھی شعبے میں ہوں۔

سفارشات

عقیدے کی تبدیلی اور جبری شادی کے لیے اقلیتی برادری کی خواتین کے اغوا، ان پر دباؤ یا دھمکیوں کی صُورت میں فوری طور پر پولیس سے رابطہ کرکے تمام تفصیلات کے ساتھ شکایت درج کرائی جانی چاہیے۔ پولیس کی جانب سے مقدمے کے اندراج میں تاخیر یا مقدمہ درج کرنے کے بعد تفتیش میں عدم دلچسپی کی صُورت میں کسی موزوں وکیل کے ذریعے عدالت سے رجُوع کرکے پولیس کو مناسب کاروائی کا حکم دینے کی استدعا کی جانی چاہیے۔ اکثریتی برادری کے فرد/ افراد کی جانب سے اقلیتی برادری کی کسی خاتون کے اغوا یا مبینہ جبری شادی کی صُورت میں خاتون کو عدالت میں طلب یا پیش کرنے کی استدعا کی جاسکتی ہے۔ عدالت سے یہ درخواست بھی کی جاسکتی ہے کہ خاتون پر بیان کے وقت کسی طرح کا دباؤ نہ ہو۔ اگر مقامی سطح پر ایسے دباؤ کا قوی امکان ہو تو مقدمے کی سماعت کسی اور شہر کی عدالت میں منتقل کرنے کی استدعا کی جاسکتی ہے۔

بیٹیوں کو فروخت کرنے والا باپ گرفتار

صوابی ضلع صوابی کی پولیس نے دو کمسن بچیوں کو فروخت کرنے والے سنگ دل باپ کو گرفتار کرکے بچوں کو بازیاب کرلیا۔ مقامی اصلاحی جرگے کا ملزم باپ ہدایت اللہ کو ضلع بدر کرنے کا فیصلہ۔ پولیس تھانہ کالوخان کی رپورٹ کے مطابق ہدایت اللہ ولد فضل اللہ سکنہ شیوہ حال سکندرے کے بارے میں پولیس کو اطلاع ملی کہ اس نے اپنی دو کمسن بیٹیوں گیارہ سالہ مسماۃ اسماء اور دس سالہ حسناء کو موضع ڈاگئی کے ممتاز نامی شخص کے ذریعے صوبہ پنجاب کے ایک بوڑھے کو مبلغ تین لاکھ پچاس ہزار روپے کے عوض فروخت کردیا تھا۔ ممتاز نے پچاس ہزار روپے بطور پیشگی وصول کیے تھے جبکہ باقی رقم کی وصولی کیلئے وہ دونوں بچیوں کی پنجاب منتقلی اور حوالگی کا بندوبست کررہے تھے۔ اطلاع ملنے پر تھانے کالوخان پولیس نے کاروائی کرتے ہوئے موضع سکندرے میں ایک گھر پر چھاپہ مار کر دونوں بچیوں کو بحفاظت بازیاب کرکے ان کے والد ہدایت اللہ کو گرفتار کرلیا جبکہ ممتاز کی گرفتاری کیلئے پولیس کوشش کررہی ہے۔ ملزم ہدایت اللہ کے آٹھ بچے ہیں جن میں تین بچیاں اور پانچ بچے شامل ہیں۔ پولیس نے مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1	تمام انسان آزاد اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔
دفعہ - 2	ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقتدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔
دفعہ - 3	ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 4	کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔
دفعہ - 5	کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔
دفعہ - 6	ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔
دفعہ - 7	قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔
دفعہ - 8	ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موئثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔
دفعہ - 9	کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 10	ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق و فرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔
دفعہ - 11	(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا سکی ہوں۔ (2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔
دفعہ - 12	کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 13	(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔
دفعہ - 14	(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ (2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتا غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔
دفعہ - 15	(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔ (2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔
دفعہ - 16	(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ (2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔ (3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔
دفعہ - 17	(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 18	ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔
دفعہ - 19	ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔
دفعہ - 20	(1) ہر شخص کو پرامن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔
دفعہ - 21	(ا) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔ (3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔
دفعہ - 22	معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشونما کے لیے لازم ہیں۔
دفعہ - 23	(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب و معقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔ (3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب و معقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔ (4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔
دفعہ - 24	ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔
دفعہ - 25	(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت اور فلاح و بہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہء قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔ (2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔
دفعہ - 26	(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔ (2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشو نما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔ (3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔
دفعہ - 27	(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔ (2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں
دفعہ - 28	ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔
دفعہ - 29	(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشو ونما ممکن ہے۔ (2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔ (3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔
دفعہ - 30	اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

انسانی حقوق کے عالمی دن ستمبر

5 ستمبر	خیرات کا عالمی دن	21 ستمبر	امن کا عالمی دن
8 ستمبر	خواندگی کا عالمی دن (یونیسکو)	25 ستمبر (ستمبر کا آخری ہفتہ)	ساحلی علاقوں کا عالمی دن
12 ستمبر	اقوام متحدہ کا جنوب۔جنوب اشتراک کا دن	26 ستمبر	جوہری ہتھیاروں کے مکمل خاتمے کا عالمی دن
15 ستمبر	جمہوریت کا عالمی دن	27 ستمبر	سیاحت کا عالمی دن (یواین ڈبلیوٹی او)
16 ستمبر	اوزون کی تہہ کے تحفظ کا عالمی دن		

11 اگست 2020: ایچ آر سی پی نے اقلیتوں کے قومی دن پر نیشنل پریس کلب اسلام آباد کے سامنے ایک پُر امن احتجاجی مظاہرے کا اہتمام کیا

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
”ایوان جمہور“ 107۔ ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدید پریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15

اظہارِ لاتعلقی: براہِ مہربانی نوٹ کرلیں کہ فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم (ایف این ایف) کا جہدِ حق کے متن سے متفق ہونا ضروری نہیں۔لہٰذا، جہدِ حق میں شامل مواد و خیالات کی ذِمہ داری کسی طور پر بھی ایف این ایف پر عائد نہیں کی جاسکتی۔

اظہارِ تشکّر: جہدِ حق کی اشاعت کے لیے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم (ایف این ایف) نے مالی معاونت کی ہے جس کے لیے ایچ آر سی پی، ایف این ایف کا انتہائی مشکور ہے۔